بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○

جامعہ عثمانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

العصر

پشاور

مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن

مارچ 2004ء محرم ۱۴۲۵ھ

Scanned with CamScanner

آپ کی توجہ کیلئے !!

جامعہ عثمانیہ پشاور کے توسیعی منصوبہ میں حلقہ جلوزی علاقہ خٹک چراٹ روڈ نزدپبی میں پچپن کنال وسیع قطعہ اراضی پر دوہزار طلباء کیلئے تدریسی، رہائشی اور دفتری عمارات کا مجوزہ نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار نمازیوں کیلئے جامع مسجد ﴿عبداللہ ابن مسعود﴾ کے نام سے ایک وسیع اور خوبصورت مسجد بھی منصوبہ کا اہم حصہ ہے۔ سرسری جائزہ کے مطابق صرف مسجد پر (دو کروڑ) 2,00,00,000 روپے کی لاگت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک نام لیکر اس منصوبہ پر کام شروع کیا گیا ہے

کیا معلوم ؟ کہ آپ جیسے درددین رکھنے والے بےلوث خادم دین مسلمان کی حلال آمدنی میں سے کچھ حصہ اس کے لئے قبول ہوکر آخرت سنوارنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ اس لئے آپ اس مقدس مشن میں اپنا حصہ نقد، سریا، سیمنٹ، باجری ریت یا عمارتی لکڑی کی شکل میں ڈال سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس اہم خدمت کیلئے قبول فرمائے۔ آمین

شعبہ نشرواشاعت جامعہ عثمانیہ پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ

العصر

پشاور

زیرسرپرستی

حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زیدمجدھم

مجلس ادارت

مدیر مسؤل

مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر

مولانا ذاکرحسن نعمانی

مجلس مشاورت

مولانا حسین احمد

مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر

نثار خان ایڈووکیٹ

مارچ 2004ء محرم ۱۴۲۵ھ　　جلد۱۰ شمارہ۳

فہرست مضامین

صدارے عصر	اداریہ	۲
قرآن مجید میں ایک مشکل تعارض اور اس کا حل	مفتی ذاکرحسن نعمانی	۷
دارالافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۱۱
تقلید کا تحقیقی جائزہ	شاہداللہ جان	۱۶
مریخ کی تسخیر	نعیم احسن	۲۴
یادحیات	مولانا حسن جان	۳۲
درس حدیث	مفتی نظام الدین شامزئی	۳۸
اخبارالجامعہ	خلیفۃ اللہ	۴۵
تبصرہ کتب	احسان الرحمٰن عثمانی	۵۱

پوسٹ بکس نمبر۱۲۰۹ پشاور صدر۔ صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشر و دفتر مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ 15 روپے / زرسالانہ اندرون ملک 125 روپے بیرون ملک 25 ڈالر کی قیمت

صدائے عصر

اکیسویں صدی اور پاکستان

عالمی سطح پر اکیسویں صدی کو لوگ تبدیلی کی صدی قرار دے رہے ہیں۔یقیناً ان چار سالوں میں رونما ہونے والے واقعات اور حالات کی روشنی میں کئی نئے ممالک کا جغرافیائی نقشہ میں اضافہ ہوا ۔کئی ممالک کی قانونی اور بنیادی آزادی چھین لی گئی۔تجارتی اور معاشی میدان میں کئی نئے ضابطے بنائے جارہے ہیں۔اور زندگی گزارنے کے لئے بہادر امریکہ دنیا کو ایسا نظام متعارف کروا رہا ہے جس میں اس کی فرعونیت کو دوام ملے۔اور ہر جگہ امریکی مفادات کو تحفظ حاصل ہو۔اس کے لئے نئی نئی اصطلاحات کی تخلیق کی گئی اور گذشتہ دور کے کئی مسلمہ حقائق کو مٹانے کی کوشش تاھنوز جاری ہے۔خدا نہ کرے کہ جدت پسندی اور روشن خیالی میں ہمارا معاشرہ ایسی تبدیلی کا شکار ہو جہاں رات کو دن اور دن کو رات یا اندھیرے اور روشنی کو ایک دوسرے کی جگہ بدل لینے کی تلقین ہو۔

بیسویں صدی میں ظلم کے خلاف لڑنا جہاد تھا۔جہاں کسی کی حریت اور آزادی سلب ہو وہاں جان کی قربانی دینا بہادری اور شجاعت تھی لیکن اکیسویں صدی میں اس ضابطہ میں ترمیم کی گئی کہ ظلم کے خلاف اس وقت آواز اٹھانا تب بہادری ہے جب کولن پاول یا بش اس کی منظوری دے۔ ورنہ ایسی کاروائی دہشت گردی متصور ہوگی۔چنانچہ افغانستان میں روس کے خلاف پندرہ لاکھ جانوں کی قربانی دی گئی وہ قربانی جہاد تھی۔لیکن سقوط روس کے بعد جب امریکہ کی دلچسپی اس میں نہیں رہی تو یہ دہشت گردی قرار دی گئی۔آج وہی مجاہدین دہشت گرد ہیں۔کل ان مجاہدین کی کاروائی دنیا کے لئے امن سکون کا پیغام تھا۔لیکن آج ان کا وجود دنیا کے لئے بدامنی کی دلیل ہے۔کل تک ان مجاہدین سے مالی اخلاقی اور دوسرے ممکنہ ذرائع سے تعاون کرنا۔انسان دوستی اور کرم نوازی تھی لیکن آج ان کا نام لی

دہشت گردی کو حوصلہ دینے کے مترادف ہے۔

اس عالمی رویہ کی تبدیلی کو اگرچہ تاریخ شہ سرخیوں کے ساتھ محفوظ رکھے گی لیکن آئندہ آنے والی نسل سے اس دوغلی پالیسی پر لعنت بھیجنے کے سوا اور کیا توقع کی جاسکتی ہے۔تاریخ کی نا ترسی مسلم حقیقت ہے۔وہ کسی پر پردہ ڈالنے کے حق میں نہیں، وہ اخلاقی یا قومی کمزوری پر چشم پوشی کی قائل نہیں۔ ممکن ہے کہ کچھ وقت کے لئے تاریخ نظر ثانی کا موقعہ دینے کے حق میں ہو۔لیکن واقعات اور حالات کو یکسر تبدیل کرنا تاریخ کا مزاج نہیں۔کیونکہ معاشرہ ایسے حریت پسندوں سے بھرا پڑا ہے۔جو انصاف کا فیصلہ اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔اور واقعات وحالات کو دجل وتلبیس کی آلودگیوں سے گندا کرنا جرم عظیم سمجھتے ہیں۔اگر واقعی کہیں ایسے مواقع پر تاریخ لچک آمیز رویہ کا مظاہرہ کرتی تو میر جعفر اور میر صادق کے کردار سے لوگ آگاہ نہ ہوتے۔آج شیطانی قوت کی آب یاری کا موقعہ ہے۔یہود وہنود تو کیا بلکہ نام نہاد مسلمانوں کے ناعاقبت اندیش فیصلوں سے ظلم وناانصافی کو دوام مل رہا ہے۔اور کرہ ارض پر ناحق خون سے کھیل کر ایوان اقتدار کو تحفظ فراہم کیا جارہا ہے۔لیکن فوج کے حکمران یہ بھول گئے کہ اقتدار کو ظلم وزیادتی، ناانصافی اور جبر وتشدد سے تحفظ فراہم کرنا مشکل ہے۔ورنہ شہنشاہ ایران اور ظاہر شاہ کو ایران وافغانستان سے بستر گول کرنا نہ پڑتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مملکت خداداد پاکستان کو عالمی سیاست میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔خصوصاً اسلامی ممالک کے حوالہ سے اس کا مین کردار رہا ہے۔ایٹمی صلاحیت ہونے کی وجہ سے عالم اسلام کی نظریں ہمیشہ پاکستان پر مرکوز نہ رہتی ہیں اور ہم لوگ پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ قرار دینے میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔لیکن ان چند سالوں میں ہمارے ناعاقبت اندیش فیصلوں نے ایٹمی صلاحیت کے حامل ملک ہونے کے باوجود، اس کے وجود کو خطرہ میں ڈال دیا۔ہم نے اکیسویں صدی کے حوالہ سے ایسے شرمناک فیصلے کئے، جس سے پاکستان کے نظریاتی اور جغرافیائی سرحدات کا تقدس پائے مال ہو رہا ہے۔خارجی پالیسی ایسی بے چینی کا شکار رہی کہ ایک دم چلہ ریاست ہونے کے ہماری اور کوئی حیثیت نہیں رہی۔امریکہ یا یورپی ممالک سے اچھے تعلقات یقیناً ہماری خارجہ پالیسی حصہ ہے۔عالمی حالات کے تناظر میں ان سے روابط رکھنا یقیناً ہماری مجبوری ہے۔لیکن امریکہ

Scanned with CamScanner

لئے نمک حلال وکیل یا کرائے کے سپاہی کا کردار ادا کرنا یقیناً ہماری ضرورت نہیں۔ شاید یہ محض اقتدار کے تحفظ کا تتمہ ہوسکتا ہے۔ یعنی امریکہ کا قرب کسی شخص کا مسند اقتدار پر تادیر بیٹھنے کا ذریعہ ہو۔ لیکن اس سے ملک کو فائدہ کی بجائے نقصان کے مواقع زیادہ ہیں۔ امریکہ کی مثال ایک پاگل کتے کی مانند ہے، جس سے جان بچانا ضروری ہے۔ لیکن اس کے قریب جانا اپنے آپ کو ہلاکت کے دھانے پر پہنچانے کے مترادف ہے۔ چنانچہ آج اگر ہم دیکھیں تو امریکہ کے قرب حاصل کرنے کے لئے ہم نے جو فیصلے کئے اس سے عسکری حکمرانوں کے جابرانہ اور ظالمانہ اقتدار کو کچھ وقت کے لئے یقیناً تحفظ ملا۔ لیکن ملک جن الم ناک حالات سے دوچار ہے۔ اس کا تدارک مستقبل قریب میں دکھائی نہیں دیتا۔ ہم اپنا تشخص کھو بیٹھے ہیں اور ملکی بھاگ دوڑ امریکہ کے حوالہ کر کے ایسی آگ کی ابتداء کر چکے ہیں جو ٹھنڈی نہیں ہوگی۔ ہماری عسکری قوت ملک کا گرانقدر سرمایہ شمار ہوتی ہے۔ ملک کے سالانہ محاصل کا حظ وافر اسپر خرچ ہوتا ہے۔ قوم ٹیکسوں کے ناقابل تحمل بوجھ کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے عسکری قوت میں اضافہ کی خواہش مند رہتی ہے۔ غربت اور معاشی ناہمواری کو برداشت کر کے ملک کو ایٹمی صلاحیت عطا کی اور ہر آڑے وقت میں قوم کی نظریں عسکری قوت کی طرف اٹھی ہیں۔ ہندو جو اسلامی معاشرہ کے قیام کا ازلی دشمن ہے۔ اور آج تک پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ اس نے جب بھی مکروہ عزائم کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی تو پاکستان کے عوام نے عسکری قوت ہی کے ذریعہ دشمن کے ان ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ **1965**ء اور **1971**ء کی جنگیں اس لئے لڑی گئیں تا کہ دشمن کے مذموم مقاصد کامیاب نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ پاک فوج اور عوام کے درمیان ایسا گہرا رابطہ تھا کہ ﴿پاک فوج کو سلام﴾ کے الفاظ گاڑیوں کی پشت پر لکھے جاتے تھے۔ اور فوجی کی زندگی عزت کی نظر سے دیکھی جاتی تھی لیکن اکیسویں صدی کے حالات اور امریکہ کے قرب نے رائے عامہ کو ایسا تبدیل کیا کہ ابھی لوگ فوج کو معاشرہ میں غاصب، سنگدل اور ناترس طبقہ سمجھ رہے ہیں۔ ہندوستان سے دوستی پتنگ اڑا کر مشرقی سرحد کی بجائے مغربی سرحد کو خطرناک قرار دیا گیا۔ القاعدہ کے فرضی نام اور مجاہدین اسلام سے لوگوں کو متنفر کرانے کے لئے ﴿وانا آپریشن﴾ کا ڈھنڈورہ پیٹا گیا۔ آج ملک کے دیرینہ محافظ اور بے تنخواہ سپاہی جو مغربی سرحد پر رات دن نگرانی کر رہے تھے۔ اور معاشرہ میں قبائل غیرت کی پہچان تھی

کو ملک دشمن قرار دیا جا رہا ہے۔ کل کے چند مجاہدین جو افغانستان پر امریکہ کی بربریت، ظلم وستم اور درندگی سے جان بچاتے ہوئے قبائل کی مثالی مہمان نوازی سے مستفید ہوئے ان پر اسلامی فوج ہی کے ذریعہ زمین تنگ کر دی گئی۔ مجاہدین، قبائل عوام، خواتین اور بچوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ایف سولہ جہازوں سے بمباری کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ وہ اسلحہ جو قوم نے دشمن سے حفاظت کے لئے خریدا تھا۔ آج مسلمان قوم پر استعمال ہو رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں عوامی ردعمل اس درجہ تک پہنچا کہ وانا آپریشن میں جو فوجی مارے گئے۔ ان کو شہید کہنے کی بجائے عاقبت خراب ہونے کی پیشنگوئی کی گئی۔ آج لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے کتراتے ہیں اور معاشرہ میں ایسے فوجیوں سے رشتہ داری ظاہر کرنے کو معیوب سمجھتے ہیں۔ یہ افسوس ناک رویہ یقیناً ملک کے لئے خطرہ کی گھنٹی ہے۔ اس سے فوج کے خلاف جو نفرت پھیلائی گئی ہے۔ مدتوں تک اس کا ازالہ مشکل ہے۔ قوم اور فوج کے باہمی اعتماد سے یہ ملک محفوظ ہے۔ اور اس کے بل بوتے پر یہ ملک ترقی کر سکتا ہے۔ کیونکہ فوج ہی کو قوم اپنے ملک کا رکھوالا اور محافظ سمجھتی ہے۔ لیکن امریکہ کے قرب نے جب اعتماد کی اس مقدس فضا کو مکدر بنایا تو ابھی دشمن کے سامنے دوستی کے پتنگ اڑانے کے سوا اور کیا چارہ ہے۔ ورنہ **65**ء اور **71**ء کے حوالہ سے ایک جارح اور سفاک قوم کو اپنے کئے ہوئے پر بغیر کسی ندامت اور افسوس کے اظہار کے پسندیدہ قوم اور ملک قرار دینے کا کیا جواز ہے؟ روشن خیالی اور جدت پسندی کے نام سے قوم کے نظریہ اور عقیدہ سے کھیلا جا رہا ہے۔ ذمہ دار لوگ ماڈرن اسلام کا نعرہ بلند کر رہے ہیں۔ ماڈرن مدرسہ، ماڈرن مساجد بنائی جا رہی ہیں۔ خدا نہ کرے کہ ماڈرن نماز، ماڈرن حج اور ماڈرن روزہ کی اصطلاح معرض وجود میں آئے۔

افکار ونظریات میں تبدیلی وقت کی ضرورت قرار دی جا رہی ہے۔ لیکن کبھی یہ نہیں سوچا گیا کہ اس تبدیلی کی حقیقت کیا ہے؟ اکیسویں صدی میں چلنے کے لئے پرانے نظریات وافکار میں تبدیلی ضروری قرار دی جا رہی ہے۔ آج کہا جاتا ہے کہ مدارس اور مساجد میں یہود ونصاری کی عیاری اور مکروفریب کے واقعات بیان نہ کئے جائیں بلکہ کچھ لوگوں نے تو یہاں تک جرات کی کہ سورۃ فاتحہ اور قرآن کے دوسرے حصوں میں جہاں کہیں یہود ونصاری سے نفرت کا سبق پڑھایا جاتا ہے اس کو

Scanned with CamScanner

نصاب سے خارج کیا جائے - آج مرکزی سطح پر یہ نعرے بلند ہو رہے ہیں کہ مطالعہ پاکستان اور تار[یخ]
کے مضامین کی تطہیر کی جائے - ان واقعات کو یکسر حذف کیا جائے - جن سے ہندو سے دشمنی کی بو آ[تی]
ہو - یہ سب کچھ ممکن ہے کیونکہ عسکری حکمران طاقت کے نشہ میں یہ سب کچھ کر سکتے ہیں - لیکن اس
سوچنا چاہئے کہ ایسی تبدیلی سے پھر خود فوج کے وجود کی کیا ضرورت رہے گی؟ فوج سے تو ملک کے
نظریاتی اور جغرافیائی سرحدات کا تشخص زندہ ہے - جب یہ سرحدات مٹائے گئے تو پھر محافظ کی کو[ئی]
ضرورت نہیں رہے گی - یہ درحقیقت خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے -

بے شک اکیسویں کو تبدیلی کی صدی سمجھیں لیکن اس کے حوالہ سے غیرت کو بے غیرتی،
عزت کو ذلت، علم کو جہل اور اخلاقیات کو بداخلاقی سے تبدیل نہ کریں - ایک ایٹمی قوت کے حامل ملک
کی حیثیت سے دنیا کے ساتھ سر اونچا کرکے چلیں - ملک کے غریب عوام کو روزگار کی فراہمی کا
بندوبست کریں تاکہ بے روزگاری میں تبدیلی آکر روزگار کے مواقع فراہم ہوں - سائنسدانوں کو
ملک کی بے لوث خدمت کے عوض بے عزتی اور رسوا کرنے کا رویہ چھوڑ کر حوصلہ افزائی کے مواقع میں
کریں - عزت کا جو ایوارڈ قوم نے اپنے محسنوں کے سروں پر سجا رکھا ہے - اس کو تھامے رکھیں گرنے نہ
دیں تاکہ نسل نو سائنسی میدان میں ترقی کر سکے - اگر ایسی تبدیلی ہو جس میں قوم کی عزت محفوظ ہو
ملک کے نظریاتی اور جغرافیائی سرحد کو تحفظ ملے - معاشرہ سے جہل کا ازالہ اور علم و معرفت کے
دروازے ان پر کھلیں تو یقیناً یہ تبدیلی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوگی - ورنہ جہاں کہیں اسلامی تشخص قربان ہو
کر ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے - اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی بجائے دوسروں کا دست نگر
بنیں ایک آزاد قوم ہونے کی بجائے امریکہ یا کسی دوسری قوم کی غلامی کا طوق گردن میں ڈالیں تو ایسی
تبدیلی پر لعنت بھیجیں - اس کو اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب سمجھیں کیونکہ یہ (ان الله لايغير ما بقوم حتى
يغيروا مابانفسهم) (واذا اراد الله بقوم سوء فلا مرد له وماله من دونه من وال) - کا
مصداق ہے

ترجمہ - اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ خود نہ بدلیں جو ان کے جیوں میں ہے اور
جب چاہتا ہے کسی قوم پر آفت پھر وہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں ان کا اس کے سوا مددگار -

قرآن مجید میں ایک مشکل تعارض

اور اس کا حل

مفتی ذاکر حسن نعمانی

(سيقول الذين اشركوا لوشآء الله مااشركنا) یہ مشرکین یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے (الانعام ۱۴۸) ایک اور ارشاد ہے - (وقالوا لوشآء الرحمن ما عبدناهم) اور وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے -

ان آیات سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کفار اپنے اس قول میں سچے ہیں کیونکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے - اور کفار کے قول کی تائید بھی بعض آیات سے ہوتی ہے - ارشاد باری ہے - (وماتشاؤن الا ان يشآء الله رب العلمين) اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے - (التکویر ۲۹) اسی طرح ارشاد ہے - (ولوشآء الله مآ اشركو) اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے - (الانعام ۱۰۷) اس آیت میں تو تصریح ہے کہ اگر اللہ نہ چاہے تو شرک نہ کریں یعنی اس کی مشیت کے بغیر شرک نہیں کر سکتے اور کفار نے بھی بعینہ یہی بات کہی - جیسا کہ مذکورہ آیتوں سے واضح ہے - لیکن کفار کے قول کی اللہ تعالیٰ نے تردید کی ہے - (مالهم بذالک من علم ان هم الا يخرصون) ان کو اس کی کچھ تحقیق نہیں محض بے تحقیق بات کر رہے ہیں (الزخرف ۲۰) ایک اور ارشاد ہے - (ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون) تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو - (الانعام ۱۴۸) تعارض کا حاصل عیاذاً باللہ یہ ہے کہ اللہ اپنے حق کلام کی تردید کر رہا ہے -

تطبیق - اللہ تعالیٰ کی مشیت کی دو قسمیں ہیں - تکوینی اور تشریعی دنیا میں کفر و شرک تمام معاصی اور جملہ امور اس کی تکوینی مشیت کے تابع ہیں - جس کی حکمت وہی علام اور خبیر جانتا ہے وہ

حکیم علی الاطلاق ہے ایک ذرہ اس کی مشیت کے بغیر ہل نہیں سکتا-عقاید کا مسئلہ بھی ہے اور حدیث بھی
ہے-(ماشاء الله کان مالم یشأ لم یکن) جو اللہ چاہے وہ ہوگا جو نہ چاہے وہ نہیں ہوگا-دوسری
مشیت تشریعی ہے-اس مشیت کی وجہ سے انسان کو مکلّف بنایا ہے-تکوینی مشیت کے تحت ہر شی بے
اختیار اور محتاج ہوتی ہے اور تشریعی مشیت کے تحت انسان مکلّف اور خودمختار ہوتا ہے-اللہ تعالی تشریعی
مشیت میں کفروشرک اور جملہ معاصی کو ناپسند کرتا ہے-ارشاد ہے-(ولا یرضی لعباده الکفر
وان تشکروا یرضه لکم) اور وہ اپنے بندوں کیلئے کفر کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کروگے تو اس کو
تمہارے لئے پسند کرتا ہے-(الزمر ۷) کفروشرک سے ممانعت ایک تشریعی حکم ہے-جس میں انسان
خودمختار ہوتا ہے-کفار نے تشریعی حکم اور ممانعت کو تکوینی حکم پر قیاس کرکے کہا-(لوشآء الله
مااشرکنا) اسی طرح کہا(ولو شاء الرحمن ماعبدناھم) -حالانکہ اللہ تعالی جب کسی بات کا
امر کریں یا کسی کام سے روک دیں تو اس امر اور نہی کے مطابق عمل اختیاری اور ضروری ہوتا ہے-کفرو
شرک کے اختیاری ارتکاب کے بعد اس کے لئے سند جواز ڈھونڈنے کی خاطر اللہ کی تکوینی مشیت کی
طرف نسبت کرنا تارِ عنکبوت کا سہارا لینا ہے-ابن الجوزی فرماتے ہیں-(فعلی العبد اتباع الامر
ولیس له ان یتعلل بالمشیة بعد ورود الامر) -بندہ پر امر (آرڈر) کی اتباع ہے-اجرائے
امر کے بعد تکوینی مشیت سے سہارا ڈھونڈنا صحیح نہیں- (زادالمسیر ج۳ص۱۴۵)

دوسرا جواب — جواب سے پہلے ایک تمہید ذہن نشین کرلیں-ایک کلام کا مدلول
ہوتا ہے ایک غرض کلام-صحیح مدلول سے غلط غرض اور مراد دھوکہ دینے کے لئے باطل کا شیوہ ہے-یہی
مطلب ہے اس جملہ کا کلمة حق ارید بها الباطل یعنی حق کلمہ سے باطل مراد لیا گیا ہے-اس کی
نظیر سورۃ یسین اور دیگر مقامات میں موجود ہے-ارشاد باری ہے-واذا قیل لهم انفقوا مما
رزقکم الله قال الذین کفروا للذین امنوا انطعم من لو یشآء الله اطعمه ان انتم الا
فی ضلل مبین — اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کروتو
یہ کفار مسلمانوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہم ایسے لوگوں کو کھانے کو دیں جن کو اگر خدا چاہے تو کھانے

کو دیدے تم نری صریح غلطی پر ہو-(یس) اس آیت میں کفار کے قول (من لویشآء الله اطعمه)
کا مدلول صحیح ہے-لیکن غرض ان کی شرارت تھی تو اس شرارت اور فاسد غرض کی وجہ سے اللہ تعالی نے
فرمادیا کہ تم نری صریح غلطی میں ہو-اللہ تعالی نے کفار کے قول اور کلام کے مدلول کی نفی اور تردید نہیں
کی بلکہ غرض فاسد کی تردید کی ہے-اب آیت میں غور کریں-(لوشآء الله ما اشرکوا) ایک حق
کلمہ ہے- لیکن کفار نے اس سے باطل ارادہ کیا-اللہ تعالی کا کہنا ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو کفار شرک نہ
کرتے یہ تکوینی ارادہ اور مشیت ہے-تشریعی امور میں اللہ کبھی بھی نہیں چاہتے کہ کوئی شرک اور گناہ
کرے-کفار کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ یہ کہیں کہ اگر اللہ نہ چاہتے تو ہم شرک نہ کرتے کیونکہ وہ
شرک ترک کرنے کے مکلّف تھے-اختیاری بات کو غیر اختیاری پر قیاس کردیا-اختیاری امور میں غلطی
کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان غلطیوں کی نسبت اللہ کی طرف کرے اگر کوئی ایسی بات کہہ بھی
دے تو دنیا کی کوئی عدالت اس کو معاف نہیں کرتی-دنیا میں جرائم کی سزا مقرر ہے-اگر کفار کا یہ قول صحیح
ہو تو ساری دنیا کے اندر جاری روش غلط ثابت ہوجائے گی-تمام انبیاء کی تکذیب لازم آئے گی-
ارسال رسل اور کتب بے کار ہوجائیں گے-شریعت بے فائدہ ہوکر رہ جائے گی-اس کے مقابلہ میں
ایک مسلمان بھی یہ کہتا ہے کہ سب کچھ اللہ کرتے ہیں اس سے اس کی مراد اور غرض صحیح ہوتی ہے-کفار کی
طرح استهزاء مقصود نہیں ہوتا-حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے (ان هم الا یخرصون) سے ان
کے قول (ولو شاء الرحمن ما عبدناهم) کی تردید و تغلیط مدلول کے اعتبار سے نہیں کی-بلکہ
غرض فاسد کی وجہ سے کی ہے جو شرک کا جواز اور استهزاء ہے-امام قرطبیؒ فرماتے ہیں-کفار کا قول
(لو شاء الرحمن ما عبدناهم استهزاء) کے طور پر تھا-(وهذا منهم کلمة حق ارید بها
الباطل) -کفار بتوں کی عبادت کرتے تھے-ملائکہ کو بنات اللہ کہتے تھے تو اللہ نے فرمایا(مالهم
بذالک من علم) (قرطبی ج۱۶ص۷۳) ابن الجوزی فرماتے ہیں-(سیقول الذین
اشرکوا) کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار نے یہ بات اس وقت کہی کہ ان پر حق بات
واضح ہوگئی تھی-(وانما قالوا مستهزئین) -فرماتے ہیں بعض المفسرین (یقول انما اشار
بقوله مالهم بذالک من علم الا ادعائهم ان الملائکة اناث لم یتعرض لقولهم

Scanned with CamScanner

لو شاء الرحمن ما عبدناهم لانه قول صحیح) -- اللہ نے ان کے دعوی الملائکۃ بنات اللہ کی
تردید کی ہے-ان کے قول (ولو شاء الرحمن ماعبدناهم) کی تردید نہیں کیونکہ یہ قول صحیح ہے
(زادالمسیر ج۳ص۱۴۵)اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک مشرکین کا قول ہے (لو شاء الرحمن
ماعبدناهم اسی طرح ولو شاء الله ما اشرکوا- اور ایک ان کا دعوی ہے کہ ملائکۃ اللہ کی بیٹیاں
ہیں-اور بت معبود ہیں-ان کا دعوی غلط اور قول صحیح تھا-اس لئے تردید صرف ان کے دعوی کی ہے نہ
کہ ان کے اقوال کی-قاضی بیضاوی فرماتے ہیں وقالوا لو شاء الرحمن ماعبدناهم ای لو شاء
عدم عبادة الملائکة ما عبدناهم فاستدلوا بنفی مشیته عدم العبادة علی امتناع
النهی عنها او علی حسنها وذالک باطل لان المشیة ترجیح بعض الممکنات علی
بعض ماموراً کان او منهیا حسنا کان او غیره ولذلک جهلهم فقال مالهم بذالک
من علم -اگر اللہ ملائکۃ کی عبادت نہ چاہتے تو ہم ملائکۃ کی عبادت نہ کرتے-ان کا خیال تھا کہ ملائکۃ
کی عبادت منع نہیں اور اسمیں حسن ہے-اسلئے کہ ملائکۃ کی عبادت پر اللہ کی مشیت موجود ہے-اگر یہ
ناجائز ہوتا تو اللہ کی مشیت منفی ہوتی-کیونکہ جس چیز کو اللہ نہیں چاہتے وہاں مشیت نہیں ہوتی تو اللہ نے
ان کے جہل کو آشکارا کر کے فرمادیا کہ انکو اس کی کچھ تحقیق نہیں محض بے تحقیق بات کررہے ہیں-اس
لئے کہ مشیت کا تعلق صرف جائز اور حسن امور کے ساتھ نہیں ہوتا-بلکہ جو بات ناجائز اور قبیح ہو-وہاں
بھی اس کی مشیت متعلق ہوتی ہے-اسلئے کہ مشیت نام ہے اس کا کہ ممکن امور خواہ حسن ہوں یا قبیح جائز
ہوں یا ناجائز-ان میں بعض کو بعض پر ترجیح دینا-کفار کا ملائکہ کی عبادت ایک قبیح اور ناجائز ممکن امر
ہے-اس کے ساتھ اللہ کی تکوینی مشیت لگ سکتی ہے-اللہ کی اگر تکوینی مشیت نہ ہوتی تو وہ ہرگز ملائکۃ
کی عبادت نہ کرسکتے-الحاصل کفار نے اللہ کی مشیت کو جائز امور تک محدود کر کے اپنے کفر وشرک کو
سند جواز دینا چاہا-تو اللہ تعالی نے ان کی اس غلطی کی نشاندہی کردی-یہ مطلب نہیں کہ اللہ نے اپنے
حق قول کی تردید کردی-واللہ اعلم

زکوۃ کی ادائیگی میں تملیک کی ضرورت

محترم مولانا!

مزاج گرامی بخیر ہونگے-ایک مسئلے کے بارے میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت پیش آئی ہے-آج سے چند مہینے پہلے چند افراد نے مل کر اللہ کی رضا کے لئے غریب مریضوں کے لئے ایک ادارے کی بنیاد ڈالی-اس ادارے نے فی الحال ایک لیبارٹری قائم کی ہے-یہ لیبارٹری ٹیسٹوں میں مریضوں کو بازار کے مقابلے میں تقریباً 75 فیصد رعایت مہیا کرتی ہے-اور اس سہولت سے اب عام لوگ بھی فائدہ اٹھارہے ہیں-پچھلے چھ ماہ میں کل (۱۷۵۰۰ ٹیسٹ) ۶۶۳۴۴۰ روپے کے کئے گئے جن کی بازار میں قیمت ۲۹۲۰۱۹۰ روپے بنتی ہے-اس طرح مریضوں کو کل ۲۲۵۶۷۵۰ روپے کی رعایت مہیا کی گئی-

ابتدائی مالی معاونت کے بعد اب الحمدللہ یہ ادارہ اپنے پاؤں پہ کھڑا ہوگیا ہے-اور ٹیسٹوں کی قیمت اتنی رکھی گئی ہے کہ اس سے ادارے کے اخراجات ہونے کے ساتھ ساتھ اب تھوڑی بہت بچت بھی ہوجاتی ہے-جو ادارے کے لئے مزید آلات وغیرہ خریدنے کے لئے استعمال کی جائے گی-اور ممکن ہوا تو زمین خرید کر اس پہ ادارے کے لئے اپنی عمارت بھی تعمیر کی جائے گی-ادارے کے اخراجات مندرجہ ذیل مدات میں کئے جاتے ہیں-

(۱) ملازمین کی تنخواہیں-

(۲) بلڈنگ (عمارت) کا کرایہ-

Scanned with CamScanner

(۳) لیبارٹری کے لئے سامان کی خریداری۔

(۵) مندرجہ بالا کام کرنے کے لئے گاڑی کا کرایہ وغیرہ۔

(۶) انکم ٹیکس اور دوسرے حکومتی ٹیکس بھی منافع ہی سے ادا کئے جائیں گے۔

اس ادارے کی آمدن سے کسی شخص کو بھی کوئی منافع نہیں دیا جاتا اور اسے صرف غریبوں کی اور مریضوں کی بہبود کیلئے ہی خرچ کیا جاتا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ کیا اس سلسلے میں ہم زکوۃ کا پیسہ خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اللہ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

دعاؤں کا طالب

ڈاکٹر نجیب الحق پشاور

الجواب وباللہ التوفیق والصواب۔

حسب تحریر مذکورہ ادارہ کے بنیادی اہداف غرباء اور بے بس لوگوں کو مقررہ قیمت کی بہ نسبت ۷۵ فیصد رعایت کی فراہمی ہے۔ یعنی ایک ٹیسٹ جس کی عام فیس ایک سو روپے ہو تو یہ ادارہ پچیس روپے میں کرنے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس رفاہی ادارے کے یہ اقدامات قابل تحسین ہیں۔ اور انسانی معاشرہ کی ایک اہم ضرورت کا احساس ہے۔ اس جیسے کار خیر میں تعاون کرنا باعث سعادت مندی ہے۔ لیکن بایں ہمہ زکوۃ اور دیگر صدقات واجبہ کی رقم اس میں خرچ نہیں کی جاسکتی کیونکہ زکوۃ کی ادائیگی میں بنیادی تصور تملیک کا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ (انما الصدقات للفقراء والمسکین)۔ الآیۃ التوبہ ۶۰/ اور فقہاء کرام کا کہنا ہے۔ (ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحۃ) یعنی غریب اور فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے جبکہ مذکورہ صورتوں میں تملیک کی بجائے اسقاط ہے یعنی پچھتر ۷۵ فیصد قیمت کی ادائیگی غریب کو معاف کیا جاتا ہے۔ اس لئے تملیک کے فقدان کی وجہ سے اس صورت میں یہ ادارہ زکوۃ کا مصرف نہیں۔

اگر ایسی صورت بنائی جائے کہ جس میں غریب کے ہاتھ میں رقم پہنچ کر پھر ادارہ اس کی وصولی کا اہتمام کرے تو شاید جواز کی کوئی صورت نکل آسکے۔ تاہم اس میں یہ ضروری ہے کہ غریب واقعی ایسا شخص ہو جو ضرورت سے زائد ساڑھے باون تولہ چاندی کی مروجہ قیمت کا مالک نہ ہو ورنہ

معاشرہ میں بسا اوقات ایسے لوگ بھی غرباء کی فہرست میں شامل ہوتے ہیں جو شریعت کی نظر میں اغنیاء شمار ہوتے ہیں۔ والدلیل علی ذالک

قال علاء الدین الحصکفی مصرف الزکوۃ والعشر هو فقیر وهو من له ادنی شی ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة ومسکین من لاشی له علی المذهب الی قوله فی الصفحه الاخری ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة (در المختار ۲/ ج ص ۵۸/ ۶۲)

گھڑی میں لگے ہوئے سونے میں زکوۃ کا حکم

سوال۔ بعض قیمتی گھڑیاں لوگ استعمال کرتے ہیں کبھی استعمال کی بجائے معاشرہ میں صرف رعب جمانے کے لئے خریدی جاتی ہیں۔ جس میں سونے کی زنجیر ہوتی ہے۔ بلکہ بعض پرزے سونے کے بنا کر لگائے جاتے ہیں۔ کیا ایسی گھڑی پاس رکھنے سے سونے کی وجہ سے زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

زاہد خان پشاور

الجواب وباللہ التوفیق۔

سونا اور چاندی جس شکل میں ہو نصاب تک پہنچنے کے بعد اس میں زکوۃ واجب ہوگی۔ اگرچہ ایسی گھڑی کا استعمال سونا غالب نہ ہونے کے باوجود عیش پرستی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ تاہم جس شخص کے پاس ایسی گھڑی پڑی ہو تو سونے کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی۔ اگرچہ بذات خود عروض ہو کر زکوۃ کے وجوب کے لئے تجارت کی نیت کا ہونا ضروری ہے لیکن سونے میں تجارت کی نیت ضروری نہیں وہ انسان کے پاس جس شکل میں موجود ہو۔ زکوۃ واجب ہوگی۔ فقہاء کرام کا کہنا ہے۔ (فتجب الزکوۃ فیها سواء کانت دراهم مضروبة او نقرة او تبراً او حلیاً مصنوعا او حلیة سیف او منطقة او لجام او سرج او الکواکب فی المصاحف والاوانی وغیرها اذا کانت تخلص عند الاذابة اذا بلغت مائتی درهم وسواء کان یمسکها للتجارة او للنفقة او للتجمل او لم ینو شئیا (بدائع الصنائع)

Scanned with CamScanner

ترجمہ- پس اس میں زکوۃ واجب ہوگی چاہے بنائے روپے کی شکل میں ہو یا اس کے ڈلے اور
ہوں یا خام صورت میں ہوں یا اس کے بنے ہوئے زیور ہوں یا تلوار کمر بند اگام یا زین میں زینت
لئے لگائے گئے ہوں یا قرآن اور برتن میں اس کے ستارے ہو جن کو پگھلانے کے بعد الگ کیا سک
بشرط یہ کہ نصاب کو پہنچتے عام اس سے کہ تجارت کے لئے ہو- یا خرچ کے لئے اور یا زینت کے
کچھ بھی نیت ہو-

حق کی ادائیگی اور وجوب زکوۃ

سوال- ایک شخص نے نکاح کرتے وقت بیوی کو حق مہر میں ایک لاکھ روپے لکھے ہیں- اور نکاح نام
نکاح کرتے وقت ﴿بوقت مطالبہ﴾ ادائیگی کا اقرار کر چکا ہے- لیکن رخصتی کے بعد ایسے حق مہر
مطالبہ کی صورت بہت کم پیش آتی ہے- عموماً میاں بیوی آپس میں خوش اسلوبی سے وقت گزار کر ایک
دوسرے سے مطالبہ نہیں کرتے ہیں- اکثر بیوی معاف کرتی ہے- الا یہ کہیں جدائی کا موقع آئے
پھر خاوند سے بیوی مطالبہ کرتی ہے یا اس کے رشتہ دار مانگتے ہیں- کیا ایسی صورت میں جب تک خاو
نے حق مہر ادا نہیں کیا ہو تو زکوۃ کے وجوب کے لئے یہ مانع ہے یا نہیں؟

بینوا توجرو

اکرم خان صوابی

الجواب و باالله التوفیق

اس میں کوئی شک نہیں کہ حق مہر بھی دیگر قرضوں کی طرح خاوند کے ذمہ واجب الاداء حق ہے- بیوی
جب چاہے خاوند سے مطالبہ کا حق محفوظ رکھتی ہے تاہم اگر بیوی یہ حق معاف کرے تو پھر خاوند کا ذمہ
فارغ ہوتا ہے گویا اس میں بھی فراغت ذمہ کے لئے ادائیگی یا عفو ضروری ہے لیکن عرف میں اگر باہمی
طور پر خوشگوار تعلقات کے وقت حق مہر نہیں مانگا جاتا ہو اور نہ خاوند ادائیگی کا اہتمام کرتا ہو- عورت عدم
ادائیگی پر کوئی اقدام بھی نہیں کرتی ہو تو ایسی صورت میں حق مہر کو وجوب زکوۃ کے لئے مانع قرار دینا زکوۃ
سے جان چھڑانے کی بے سود کوشش ہے- فتاوی عالمگیریہ میں ہے

ولو كان على الرجل مهر مؤجل لامرأته وهو لا يريد اداءه لا يجعل مانعا من الزكوة
(ج ۱/) ترجمہ- اگر خاوند کے ذمہ مہر مؤجل ہو اور وہ ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو یہ قرض وجوب زکوۃ
کے لئے رکاوٹ نہیں ہوگا-

دینی مدارس کا ترجمان ہفت روزہ
اخبار المدارس
اخبار المدارس
"اخبار المدارس" اہل دین اور دینی مدارس کے دفاع و تحفظ کے مبارک مقصد کو لے کر میدان صحافت میں اترا ہے، تمام اہل مدارس سے گزارش ہے کہ ہمارے ساتھ قلمی تعاون فرمائیں اور ہفت روزہ "اخبار المدارس" کو چھوٹے بڑے مدارس تک پہنچانے کا بندوبست فرمائیں۔
فون 2567699
فیکس 2567866
موبائل 0300 2421874
منجانب انتظامیہ ہفت روزہ "اخبار المدارس"
جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی نمبر 16

Scanned with CamScanner

تقلید کا تحقیقی جائزہ

شاہد اللہ جان
متعلم موقوف علیہ جامعہ عثمانیہ

جس وقت جزیرۃ العرب میں آفتاب نبوت سرور کائنات فخر دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک ظہور پذیر رہا- اس وقت سارے عالم اسلام کے لئے تشریعی امور میں مرجع اور محور آپ ؐ کی ذات بابرکت تھی- ہر قسم کے احکام خواہ اس کا تعلق اعتقادیات کے ساتھ ہو یا اعمال کے ساتھ، آپ سے معلوم کئے جاتے رہے- لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اقتداء وامامت بتدریج خلفاء راشدین کو منتقل ہوتا رہا- اسی طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں جو جو صحابہ کرام ؓ زیادہ عالم تھے ان سے مسائل واحکام میں واقفیت حاصل کرنے کا معمول رہا- چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کوفہ، حضرت ابو ہریرہ ؓ مدینہ منورہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ مصر اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ مکہ میں دین اسلام کے احکامات پھیلاتے رہے-

پہلے پہل معمول یہ تھا کہ جو شخص جس حکم میں محتاج ہوتا وہ کسی عالم سے معلوم کر لیتا لیکن رفتہ رفتہ دین پھیلنے اور لوگوں میں سستی پیدا ہونے کی وجہ سے نیز نت نئے مسائل کے ظہور پذیر ہونے سے محسوس ہونے لگا کہ ایسے قواعد وضوابط کا ہونا ناگزیر ہے- جس پر عالم اسلام متفق ہوں اور دین اپنے اصل حالت میں لوگوں کے اندر موجود رہے- بہر حال چوتھی صدی کے بعد اللہ نے لوگوں کو چار ائمہ کے مذاہب پر جمع کیا اور یوں فقہ مدون ہوا اور ﴿لا تجتمعوا امتی علی الضلالۃ ﴾ (ترجمہ: میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہوگی) کی عملی تفسیر سامنے آئی- اب اصل بات یہ ہے کہ کیا ان ائمہ اربعہ کا تقلید قرآن وسنت سے ثابت ہے یا نہیں اور قرآن وسنت اس کے وجوب پر ناطق ہیں یا نہیں ہر قسم کے تعصب اور فرقہ بازی سے بالاتر ہو کر اس کو تحقیقی اعتبار سے معلوم کرنا ہے- لیحق الحق ویبطل الباطل

لفظ تقلید - تقلید کا معنی ہے- ﴿ہار پہننا﴾ اور اس کا مادہ ﴿قلادۃ﴾ ہے- سورۃ المائدہ کی آیت ہے ﴿ولا الھدی ولا القلائد﴾ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قلادہ کا معنی ﴿پٹھا﴾ ہے جو کہ جانور کے گلے میں بطور رسہ ڈالا جاتا ہے اور جو لوگ تقلید کرتے ہیں- ان کی مثال بھی اس جانور جیسی ہے- جس کے گلے میں پٹھا ہو-

لیکن ان کی یہ بات صحیح نہیں اس لئے کہ قلادہ جب جانور کے ساتھ بولا جائے تو اس کا معنی پٹھا آتا ہے جیسا کہ عرب جب اونٹ کو پٹھا ڈالتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ﴿قلدہ البعیر﴾ اور جب انسان کے ساتھ قلادہ کا ذکر ہو تو اس کا معنی ہار پہننے کے آتا ہے- بخاری شریف میں حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے ﴿انھا استعارت من اسماء قلادۃ﴾

ترجمہ- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی بہن حضرت اسماء ؓ سے عاریۃ ہار مانگ لیا- اسی طرح دوسری جگہ بخاری کی روایت ہے ﴿عن عائشہ ؓ قالت سقطت قلادۃ لی البیداء ...... الی ان قالت قال ابوبکر حبست الناس فی قلادۃ﴾

ترجمہ- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ میرا ہار صحرا میں مجھ سے گر گیا یہاں تک کہ حضرت ابوبکر ؓ نے مجھ کو ڈانٹا کہ تم نے لوگوں کو روکا اپنی ہار کی وجہ سے تو معلوم ہوا کہ قلادہ جب انسان کے ساتھ ذکر ہو تو بمعنی ہار اور جب جانور کے ساتھ ذکر ہو تو بمعنی رسہ اور پٹھے کے آتا ہے-

تقلید کی تعریف: التقلید عبارۃ عن قبول قول الغیر بلاحجۃ ولا دلیل - ترجمہ- تقلید کسی کا قول بغیر چوں و چرا کے تسلیم کرنے کا نام ہے- شیخ الحدیث مولانا ذکریا ؒ فرماتے ہیں- ﴿فروعی مسائل فقہیہ میں غیر مجتہد کا مجتہد کے قول کو تسلیم کرنا اس اعتماد پر کہ اس کے پاس دلیل ہے یہ تقلید ہے﴾ اس لئے کہ دلیل کو ہر آدمی سمجھتا نہیں اسی وجہ سے مولانا ثناء اللہ امرتسری فتاوی ثنائیہ میں لکھتے ہیں کہ ﴿دلیل کی پوری معرفت ہدایہ وغیرہ پڑھنے سے نہیں ہوتی کیونکہ معرفت دلیل، دلیل کو پورے طور پر جاننے کا نام ہے- بالفاظ دیگر یہ جاننا کہ اس کا معارض کوئی نہیں اور یہ منسوخ بھی نہیں ایسا جاننا مجتہد کا خاصہ ہے-

Scanned with CamScanner

تقلید واتباع ایک چیز ہے-علامہ وحیدالزمان القاموس میں لکھتے ہیں-التقلید الاتباع کہ تقلید اتباع ہے-اب اصل بات یہ ہے کہ مسائل اجتہادیہ کے اندر عامی شخص کے لئے تقلید ضروری ہے-اہل سنت والجماعت کے چاروں مذاہب میں یہ بات مسلم ہے-اس پر قرآن وسنت کے آثار ودلائل یہ ہیں-

آیت نمبر (۱)

﴿یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم﴾

(ترجمہ:اے مومنو! اللہ اور رسول اور صاحب امر کی اطاعت کرو) اس آیت میں تین باتیں ہیں (۱) اللہ کی اطاعت (۲) رسول کی اطاعت (۳) اولی الامر کی اطاعت-

پہلے دو کی اطاعت بالاتفاق واجب اور ضروری ہے-اسمیں کوئی خفا نہیں-تیسرے میں کچھ تفصیل ہے-﴿اطیعوا﴾ صیغہ امر ہے-اور امر وجوب ولزوم کے لئے آتا ہے-

لہذا جس طرح اللہ اور رسول کی اطاعت ضروری ہے-اسی طرح صاحب امر کا حکم بھی لازم ہے-اولی الامر سے مراد علماء اور حکماء ہیں-مستدرک حاکم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ﴿اولی الامر منکم قال اولی الفقہ والخیر﴾

ترجمہ-اولی الامر منکم سے مراد صاحب فقہ اور صاحب خیر ہے-

یہ تفسیر صحابہ کی ہے-اور تدریب الراوی میں ہے کہ صحابہ کی تفسیر حجت ہے-اور اس کا حکم مرفوع کی طرح ہے-حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ﴿اولی الامر منکم قال اھل الفقہ والدین الی ان قال فاوجب اللہ طاعتھم﴾

ترجمہ-حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مراد صاحب امر سے اہل فقہ اور دین ہیں-یہاں تک فرمایا کہ اللہ نے ان کی اطاعت ضروری قرار دی ہے-صحابہؓ کی تفسیر کے بارے میں اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان صاحب الجنة میں لکھتے ہیں- ﴿ھکذا حکم اقوالھم فی التفسیر فانھا اصوب من اقوالھم من بعدھم﴾

ترجمہ-صحابہ کی تفسیر کا یہی حکم ہے اس لئے کہ بعد میں آنے والوں کی تفسیر سے ان کی تفسیر بہت بہتر ہے-تفسیر قرطبی میں ہے-﴿واولی الامر منکم ای اھل القرآن والعلم - قال الضحاک

یعنی العلماء والفقھاء فی الدین﴾ ترجمہ-اولی الامر سے مراد اہل قران اور اہل علم ہیں ضحاک کا قول ہے کہ اس سے فقہاء اور علمائے دین مراد ہیں-امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں-﴿انہ لانزاع ان جماعة من الصحابہ حملوا قولہ تعالی اولی الامر علی العلماء﴾ ترجمہ-اس بات میں کوئی جھگڑا نہیں کہ صحابہ کی ایک جماعت اللہ کے قول ﴿اولی الامر﴾ سے علماء مراد لیتی ہے-اور اگر بالفرض اولی الامر سے مراد امراء ہوں تو ان کی بات بھی تب مانی جائے گی جب علم کے مطابق فیصلہ کریں گے-اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان ﴿الجنة﴾ میں رقم طراز ہیں-

﴿والتحقیق ان الامراء انما یطاعون اذا امروا بمقتضی العلم - فطاعتھم تبع لطاعة العلماء کما ان العلماء تبع لطاعة الرسول﴾

ترجمہ-اصل بات یہ ہے کہ امراء کی بات بھی تب مانی جائے گی جب وہ علم کے مطابق فیصلہ کریں گے-پس امراء کی اطاعت علماء کی اطاعت کے تابع ہے جس طرح کہ علماء کی اطاعت رسول کی اطاعت کے تابع ہے-

یہی قول علامہ ابن قیمؒ نے بھی ﴿اعلام الموقعین﴾ میں تحریر فرمایا ہے-پس معلوم ہوا کہ حقیقت میں اولی الامر سے مراد علماء ہیں اور ان کی اتباع کو اللہ نے ضروری قرار دیا ہے-تو ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی اتباع غیر مجتہد کے لئے ضروری ہے-اسی وجہ سے امام رازیؒ فرماتے ہیں-﴿والعلماء فی الحقیقہ امراء الامراء﴾ ترجمہ-علماء درحقیقت امیروں کے امیر ہیں-

آیت نمبر (۲)

﴿فاسئلو اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾ ترجمہ-سوال کرو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے-

آیت شان نزول کے ساتھ خاص نہیں-اس لئے کہ اصول کا قاعدہ ہے ﴿العبرة لعموم اللفظ لالخصوص المورد﴾ ترجمہ-لفظ کے عموم کے لئے اعتبار ہے نہ کہ خصوص مورد کے لئے-

فاسئلو امر کا صیغہ ہے-

اور امر وجوب کے لئے آتا ہے-اسلئے اس آیت سے تقلید کا ضروری ہونا ثابت ہوا-تفسیر

قرطبی میں ہے کہ ﴿اھل ذکر سے اہل قرآن مراد ہیں﴾ -علامہ خطیب بغدادی فرماتے ہیں-﴿اما

من یسوغ له ، التقلید فهو العامی الذی لا یعرف طرق الاحکام الشرعیه فیجوز

ان یقلد عالما ویعمل بقوله قال تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون ٥﴾

ترجمہ ﴿تقلید جائز ہے اس عامی شخص کے لئے جو احکام شریعت کے طریقوں سے واقف نہ ہو-پس

اس کے لئے جائز ہے کہ کسی عالم کی تقلید کرے اور اس کے قول پر عمل کرے-اس لئے کہ اللہ نے فرمایا

ہے کہ سوال کرو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے-﴾

چونکہ ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ تعالی اہل

ذکر میں سے ہیں-اس لئے ان کی تقلید ضروری ہے-محمد عید سلفی لکھتے ہیں-الائمه الاربعة من اهل

الذکر -ترجمہ-ائمہ اربعہ اہل ذکر میں سے ہیں-

آیت نمبر ٣ -

﴿فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین- ولینذروا قومهم اذا

رجعوا الیهم﴾ ترجمہ-چاہئے کہ دین کے سمجھ بوجھ کے لئے ہر قوم سے ایک طائفہ نکلے اور واپس

آ کر اپنی قوم کو ڈرائے یہاں پر طائفہ کا ذکر ہے-اور طائفہ کا اطلاق ایک پر بھی ہوتا ہے-امام بخاریؒ

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ﴿ویسمی الرجل طائفة﴾ ایک آدمی کو بھی طائفہ کہا جاتا ہے

-امام ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں فاوجب الحذر بانذراهم والزم المنذرین قبول قولهم

پس یہاں پر پوری قوم کی تقلید ایک شخص سے ثابت ہوئی اور یہی تقلید شخصی ہے-

آیت نمبر ٤ -

﴿واتبع سبیل من اناب الی﴾ ترجمہ-اتباع کر و اس شخص کو جو میری طرف رجوع کرتا ہو-اتبع

امر کا صیغہ ہے-امر وجوب کے لئے آتا ہے-اناب واحد کا صیغہ ہے-من ایک کے لئے آتا ہے عموم

کیلئے آتا ہے لیکن علی سبیل البدلیت-پس یہاں پر اتبع سے تقلید کا وجوب اور من اناب سے ایک شخص

کی تقلید کا ضروری ہونا ثابت ہوا-اور چونکہ ائمہ اربعہ منیبین الی اللہ یعنی اللہ کی طرف رجوع

کرنے والے ہیں-اس لئے انکی اتباع ضروری ہے-

آیت نمبر ٥ -

﴿واذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذا عوابه ولوردوه الی الرسول والی اولی

الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم ٥﴾

ترجمہ-جب ان عوام کے پاس امن یا خوف کی کوئی بات آ جاتی ہے-تو یہ اس کو پھیلا دیتے ہیں-اور

اگر وہ ان کو رسول یا اولی الامر کی طرف لٹائیں جو ان میں سے ہوں تو استنباط کرنے والے ان کو جان

لیتے-

استنباط کرنے والوں کو مجتہد اور ان کے استنباط کو فقہ کہتے ہیں-لہذا فقہ کا ثبوت قرآن سے معلوم ہوا-

اور اس کا واجب ہونا امام ابوبکر جصاص کی عبارت سے-فاعتبروا یا اولی الابصار -غیر مقلد

عالم نواب صدیق حسن خان صاحب اسی آیت سے قیاس کے جائز ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں

-پس جب قیاس جائز ہے تو معلوم ہوا کہ صرف قرآن و سنت مسائل جدیدہ کے حل کے لئے براہ

راست کافی نہیں-

قرآن مجید کے ساتھ ساتھ سرور دو عالم ﷺ کی احادیث مبارکہ دین اسلام کے احکام کا دوسرا بڑا منبع

ہیں-تقلید کا اثبات احادیث مبارکہ سے ملاحظہ ہو-

حدیث نمبر ١- ان رسول الله لما اراد ان یبعث معاذا الی الیمن - قال کیف تقضی

قال اقضی بکتاب الله - قال فان لم تجد فی کتاب الله - قال فبسنة رسول الله -

قال فان لم تجد فی سنة رسول الله ولا فی کتاب الله - قال اجتهد برائی ولو آلو

- قال فضرب رسول اللهؐ علی صدره وقال الحمد لله الذی وفق رسول رسول

الله لما یرضی به رسول الله -

ترجمہ-جب حضرت معاذؓ کو حضورؐ نے یمن روانہ فرمایا تو پوچھا کس پر فیصلہ کرو گے؟ کہا کتاب اللہ پر

حضورؐ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو حضرت معاذؓ نے فرمایا آپ کے طریقوں پر-فرمایا اگر دونوں

میں نہ ہو فرمایا اپنی رائے پر فیصلہ دوں گا-حضورؐ نے حضرت معاذ کے سینے پر ہاتھ مارا-(بوجہ خوشی

کے) اور فرمایا حمد و ثناء اس ذات کے لئے کہ جس نے اپنے رسولؐ کے قاصد کو بھی یہ توفیق دی کہ وہ

Scanned with CamScanner

وہی فیصلہ کرتا ہے جس پر اللہ کا رسول راضی ہے۔
حضرت معاذؓ اجتہاد کے بارے میں کہہ رہے ہیں اور حضورؐ خوشی کے مارے پھولے نہیں سما رہے اور
ثناء کر رہے ہیں۔ پھر بھی بعض لوگ اجتہاد کو برا سمجھتے ہیں۔ اور اس کو گمراہی قرار دیتے ہیں۔ فیا
للعجب ۔ حافظ ابن کثیرؒ اور خطیب بغدادی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح
اسناد صحیح کے ساتھ۔ اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث نمبر ۲۔

﴿قال رسول اللہ ؐ انی لاادری ما بقائی فیکم فاقتدو بالذین من بعدی ابوبکرؓ و عمرؓ﴾ ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم کب تک تمہارے درمیان رہوں گا۔ تم میرے بعد ابوبکرؓ وعمرؓ کی اتباع کر لینا۔ حضرت ابوبکرؓ کی اتباع تقلید شخصی ہے۔ حضرت عمر کی اتباع تقلید شخصی ہے۔ اور حضورؐ اس کا باقاعدہ حکم فرما رہے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ تقلید شخصی ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۳ ۔

﴿رضیت لکم مارضی لکم بہ ابن ام عبد ۔ ﴾

ترجمہ۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ لوگو! عبداللہ بن مسعود جس پر تمہارے لئے راضی ہو میں اللہ کا رسول بھی اس پر راضی ہوں۔ عبداللہ بن مسعود ایک شخص ہے۔ اس کی تقلید پر حضورؐ راضی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ تقلید شخصی واجب ہے۔

حدیث نمبر ٤ ۔

﴿من اتاکم و امرکم جمیع علی رجل واحد یریدان یشق عصاکم ویفرق جماعتکم فاقتلوہ ۔ ﴾ ترجمہ۔ جو بھی تمہارے پاس آئے اور تمہارا ایک شخص پر اتفاق ہو اور وہ شخص جو تمہارے پاس آئے وہ تمہاری جماعت کو توڑنا چاہے اس کو قتل کر دو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک شخص پر اتفاق شرعاً مامور ہے اور حسن ہے۔ اس لئے کہ جماعت کو ایک شخص پر متفق کرنے کے بعد توڑنے والے کی سزا قتل ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت ساری احادیث ہیں جیسا کہ عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کی روایات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ

تقلید شخصی واجب ہے اس کے علاوہ امت کی انتہائی اکثریت ائمہ اربعہ پر متفق ہے۔ امت کے ذمہ دار اور اہل علم لوگ سارے مقلد ہیں۔ اسی وجہ سے علامہ ابن تیمیہ تقلید کے بارے میں فرماتے ہیں۔

﴿والحق لایخرج عن ھذہ الائمۃ الاربعۃ فی عامۃ الشریعۃ﴾

پس قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مبارکہ سے تقلید کا مامور بہ ہونا ثابت ہوا۔ اگر یہ مذموم ہوتا تو آج دین پر چلنا تو درکنار دین کا حلیہ ہی بگڑا ہوا ہوتا۔ لیکن اللہ لاکھوں، کروڑوں رحمتیں اس نبی پاکؐ کے چاروں امتیوں پر نازل فرمائے۔ جنہوں نے اپنی زندگی کی حسین صبحیں، دلکش شامیں، خوبصورت راتیں، موسم بہار میں باد صبا کے نرم جھونکے اور عنفوان شباب کا سیل تندروسب کو ٹھکرایا۔ اور ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کا عملی نمونہ بن گئے۔ آج پوری امت ان کی اقتداء کر رہی ہے یہ قبولیت نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ گمراہی ہوتی تو اللہ کا لاڈلا رسول نہ فرماتا۔ لاتجتمع امتی علی الضلالۃ ۔

پس میرے عزیز ہم وطنو! اللہ کے ان مقبول بندوں کے حق میں نازیبا الفاظ استعمال کرنا ان کو گمراہ کہنا دنیا و آخرت کی بربادی ہے۔ اللہ ہم سب کو دین پر عمل کرنے اور صحیح راستہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کام کی باتیں

تین چیزیں سمجھ کر اٹھانی چاہیں

(۱) قسم ۔
(۲) قدم ۔
(۳) قلم ۔

Scanned with CamScanner

مریخ کی تسخیر

نعیم احسن

12 اپریل 1961ء کا دن انسانی تاریخ کا ایک انتہائی اہم دن اس لئے ٹھہرا کہ اس روز پہلا انسان خلاء میں داخل ہوا۔ اگرچہ خلاء کی تسخیر کا عمل اس واقعے سے کئی برس پہلے شروع ہو چکا تھا لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ کسی انسان کو خلانوردی کے لئے بھیجا گیا۔ دنیا کے اس پہلے خلانورد کا نام یوری گیگرین (YuriGagarine) تھا۔ یہ روسی خلا نورد اپنے خلائی جہاز ووسٹک 1 (Vostok1) کا پائیلٹ بھی تھا اور اس نے زمین کے مدار میں 108 منٹ گزارے۔ اس واقعے کے صرف چند روز بعد 5 مئی 1961ء کو امریکا بھی اپنے پہلے خلا نورد ایلن شیپرڈ (AlanShepard) کو خلا میں بھیجنے میں کامیاب ہوگیا۔ خلانوردی کرنے والا یہ دوسرا انسان تھا۔

خلا میں داخل ہونے کے صرف آٹھ سال بعد 21 جولائی 1969ء کو پہلے انسان نے چاند پر قدم رکھا، اس خلانورد کا نام سارا زمانہ جانتا ہے، یہ نیل آرمسٹرانگ (Neil Armstrong) تھا۔ 1969ء سے لے کر 1972ء تک کے مختصر عرصے میں چاند پر چھ کامیاب انسانی مشن بھیجے گئے۔ اس طرح انسان نے سیاروں کے مابین اپنے سفر کا آغاز کیا۔ اس کامیابی نے تسخیر کائنات کے انسانی شوق کو مہمیز دی اور انسان نے نظام شمسی کے دوسرے سیاروں کی طرف نگاہیں گاڑ دیں۔ ہمارا نظام شمسی مختلف قسم کے سیاروں، چاند اور خلائی ملبے کا مجموعہ ہے اور یہ ساری اشیاء بالواسطہ یا بلاواسطہ سورج کے گرد محو گردش ہیں۔ سورج کے گرد ان کی گردش کا سبب سورج کی کشش ہے جو نظام شمسی کے تمام سیاروں کی مجموعی کشش سے بھی 1000 گنا زیادہ ہے۔ سورج کے گرد گھومنے والے سیاروں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ سورج کے قریبی چار سیارے terrestrial کہلاتے ہیں۔ اس لفظ کا ماخذ لاطینی لفظ terra ہے جس کے معنی land کے ہیں۔ انہیں یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ جسامت میں چھوٹے ہیں، دیگر سیاروں کی نسبت زیادہ کثیف ہیں اور ان کی سطح سخت ہے

ان سیاروں میں بالترتیب عطارد (Mercury)، زہرہ (Venus)، زمین (Earth)، اور مریخ (Mars) شامل ہیں۔ مریخ کے بعد آنے والے سیاروں کے گروہ کو Jovian کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ سارے مشتری (Jupiter) کے مشابہ ہیں۔ جیوپیٹر دراصل قدیم رومن دیوتا کا نام ہے جسے (Jove) بھی کہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے اس گروہ میں شامل سیاروں کو یہ نام دیا گیا ہے۔ پہلے گروہ کی نسبت اس گروہ کے سارے سیارے سورج سے زیادہ دور ہیں۔ اور ان میں بالترتیب مشتری (Jupiter)، زحل (Saturn)، یورینس (Uranus)، نیپچون (Nepture) اور پلوٹو (Pluto) شامل ہے۔ سیاروں کی یہ گروہی تقسیم فطری طور پر بھی موجود ہے۔ مریخ کے بعد اور مشتری سے پہلے ایک ایسی پٹی ہے جس میں بے شمار چھوٹے بڑے ٹکڑے تیز رفتاری سے محو گردش ہیں۔ اس پٹی کو ایسٹرائیڈ بیلٹ (Asteroid belt) کہا جاتا ہے۔ پہلا ایسٹرائیڈ جنوری 1801ء میں دریافت ہوا اور اب تک 4000 سے زائد ایسٹرائیڈز کو شناخت کر کے ان کے نام رکھے جا چکے ہیں۔ مشتری کی زائد طرف روانہ کئے جانے والے سپیس کرافٹ گیلیلیو، نے 1993ء میں ایک ایسٹرائیڈ کی تصویر روانہ کی جو 52 کلومیٹر (32 میل) طویل تھا۔ اس ایسٹرائیڈ کا نام Ida رکھا گیا۔

اس ساری صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے اندازہ لگائیے کہ کون سا سیارہ ہوگا جس کی طرف انسان کو سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیے تھی؟ سورج کے قریبی دو سیاروں عطارد اور زہرہ کا درجہ حرارت بہت زیادہ ہے۔ تیسرے نمبر پر خود زمین آتی ہے۔ چوتھے نمبر پر مریخ ہے اور نظام شمسی کے باقی سیاروں تک پہنچنے کے لئے ایسٹرائیڈ بیلٹ عبور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس صورت میں مریخ ہی ایک ایسا سیارہ بچتا ہے جو سب سے زیادہ توجہ کا حقدار تھا۔ ان سب کے علاوہ ایسی کئی اور بھی حقیقتیں مریخ کو انسان کا مرکز نگاہ بننے کا جواز فراہم کرتی تھیں۔ خلائی دوڑ شروع ہونے سے سینکڑوں برس پہلے سے دوربینوں کی مدد سے مریخ کا مطالعہ شروع کر چکے تھے۔ 4 جنوری 2004ء کو مریخ کی سطح پر اترنے والا 'سپرٹ' پہلا مشن نہیں تھا بلکہ اکتوبر 1960ء سوویت یونین نے پہلا روبوٹ ایکسپلورر مریخ کی طرف بھیجا۔ اگرچہ مارس 1 کو ناکامی ہوئی لیکن اس کے بعد کی کوششوں میں انسان کو

Scanned with CamScanner

کامیابی حاصل ہوئی۔ 1960ء اور 1977ء کے درمیانی عرصے میں سوویت یونین اور امریکا نے مریخ طرف متعدد سپیس کرافٹ روانہ کئے۔ 21 جولائی 1976ء بروز بدھ TheSun نے وائیکنگ سے ملنے والی تصویر کے ساتھ یہ سرخی شائع کی:

Touchdown Mars... now the hunt for life From John Fraser in New York and AAP-- The Viking I spacecraft landed on Mars last night and is searching for life.

اس طرح وائیکنگ 1 نے 20 جولائی 1976ء کو مریخ پر قدم جمانے کے بعد اس کی پہلی تصویر روانہ کی۔ اس سے مریخ کی سطح کے بارے میں گرانقدر معلومات حاصل ہوئیں۔ امریکی سپیس کرافٹس وائیکنگ 1 اور وائیکنگ 2 کے علاوہ وائجر (Voyager) ذریعے حاصل ہونے والی معلومات کی روشنی میں سائنس دانوں نے مریخ کے تفصیلی نقشے تیار کئے۔ دونوں وائیکنگ لینڈر کی طرف سے مریخ کی موسمی رپورٹیں بھی موصول ہوتی رہیں جن سے مریخ کے مزاج کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوئیں۔ رات کو سیاہ آسمان پر خون کی طرح سرخ رنگ میں دکھائی دینے والے اس سیارے کا نام بابلیوں، یونانوں اور رومنوں نے اپنے اپنے جنگ کے دیوتا کے نام پر رکھا۔ دراصل مریخ ایک چھوٹا سیارہ ہے۔ جس کا سائز زمین سے بھی نصف ہے لیکن زمین کے ساتھ اس کی حیرت انگیز مشابہتیں پائی جاتی ہیں۔

1. اس کا دن اور رات زمین کی طرح 24 گھنٹے اور 37 منٹ پر محیط ہے۔

2. زمین کی طرح اس کے قطبین پر بھی جمی ہوئی برف کے شواہد ملے ہیں۔ یعنی اس کے اندر پانی مستقل طور پر منجمد حالت میں موجود ہوسکتا ہے۔ تصویروں میں اس کے دونوں قطبین پر سفید نشانات دکھائی دیتے ہیں۔ یہ بھی ہماری زمین کے برفیلے قطبین کی طرح پھیلتے اور سکڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ مریخ کے ان برفانی تودوں کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے۔ کہ پانی کی برف اور منجمد کاربن ڈائی آکسائیڈ کا مجموعہ ہیں۔ شمالی قطب پر برف کے یہ تودے جنوبی تودوں کی نسبت 3.5 کلومیٹر (2 میل) تک زیادہ چوڑے ہیں۔

3. زمین کی طرح مریخ کے گرد بھی فضا کا کرہ موجود ہے۔ یہ زمین کے فضائی کرے کے مقابلے میں بہت خفیف ہے یہ اس قدر کم ہے کہ مہلک الٹراوائیلٹ شعاعوں کو اس کی سطح تک پہنچنے سے نہیں روک پاتا۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس دان مریخ پر حیات کی نوع کے بارے میں زیادہ پرامید نہیں ہیں۔ تاہم اس کے امکانات کو رد بھی نہیں کیا جاسکتا۔

انہیں مشابہتوں کی بنیاد پر یہ سیارہ زندگی کو سنبھالنے کی اہلیت کا سب سے بڑا امیدوار قرار پایا۔ آج بھی ہمارا سب سے بڑا مشن یہی ہے کہ مریخ کی پوری طرح چھان بین کر کے معلوم کیا جائے کہ کیا اس پر زندگی کے کوئی آثار موجود ہیں؟

مریخ کے بارے میں چند دیگر حقائق کی تفصیل کچھ یوں ہے: زمین کی نسبت مریخ سورج سے بہت دوری پر ہے۔ اس لئے اس کا درجہ حرارت بھی زمین سے بہت کم ہے اس کی سطح کا کم سے کم درجہ حرارت منفی ایک سو بیس سنٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ پچیس سنٹی گریڈ تک ہوتا ہے۔ یہ سورج کے گرد اپنا ایک چکر زمین کے 687 دنوں میں طے کرتا ہے۔ یعنی اس کا ایک سال زمین کے تقریباً دو برسوں کے برابر ہوتا ہے۔ اپنے محور کے گرد ایک چکر 24 گھنٹے اور 37 منٹ میں پورا کر لیتا ہے۔ اس وجہ سے زمین کے دن رات اور اس کے دن رات میں زبردست مماثلت پائی جاتی ہے۔ سورج سے اس کا فاصلہ 23 کلومیٹر (14 کروڑ میل) ہے۔۔ یاد رہے زمین سورج سے 9 کروڑ 30 لاکھ میل کی دوری پر ہے۔۔ مریخ کا مدار بیضوی ہے اس لئے یہ زمین سے ہمیشہ یکساں فاصلے پر نہیں رہتا بلکہ اس میں بڑی تبدیلی آتی رہتی ہے۔ گزشتہ اگست میں یہ زمین کے قریب تر آ گیا تھا اور اس وقت اس کا زمین سے فاصلہ پانچ کروڑ تریسٹھ لاکھ کلومیٹر (ساڑھے تین کروڑ میل) تھا۔ اگر 55 میل (88 کلومیٹر) فی گھنٹہ کی رفتار سے ایک گاڑی کو زمین سے مریخ کی طرف روانہ کیا جائے تو اسے وہاں پہنچنے میں 73 سال کا عرصہ لگے گا۔ زمین کا قطر 7926 میل (12756 کلومیٹر) ہے اس کے مقابلے میں مریخ کا قطر صرف 4221 میل (6794 کلومیٹر) ہے۔ زمین سے چاند اور مریخ دوری کا موازنہ کرنا ہو تو ایک فٹ بال گراؤنڈ کا تصور ذہن میں لائے جس کی گول پوسٹ پر زمین

اور دوسری پر مریخ ہو تو زمین سے چاند کا فاصلہ صرف 2.5 فٹ ہوگا ۔اگر زمین کا (Volume) 1 تصور کرلیا جائے تو اس کے مقابلے میں مریخ کا حجم 0.15 ہوگا ۔اسی طرح اگر زمین کی کمیت (MASS) تصور کرلی جائے ۔تو مریخ کی کمیت 0.11 ہوگی ۔زمینی پانی کی کثافت اگر 1 تصور کرلیا جائے تو مریخ کی کثافت اس کے مقابلے میں 3.95 ہوگی ۔جس طرح زمین کا ایک چاند ہے اسی طرح مریخ کے دو چاند ہیں جن کے نام فوبوس (Phobos) اور ڈیموس (Deimos) ہیں اول الذکر کا قطر 28 کلومیٹر (17 میل) جبکہ موخر الذکر کا قطر 16 کلو میٹر (10 میل) ہے ۔ڈیموس کا مدار مریخ کے مرکز سے صرف 23460 کلومیٹر (14580 میل) کی دوری پر ہے۔

مریخ کا ایک بڑا حصہ صحرا پر مشتمل ہے۔ جہاں تیز ہوا کے جھکڑ چلتے رہتے ہیں۔ ان جھکڑوں کی وجہ سے مٹی اڑ کر فضا میں شامل ہو جاتی ہے اور آسمان پر اس کے گرد ایک سرخ ہالہ دکھائی دیتا ہے۔مریخ کی فضا میں زیادہ تک کاربن ڈائی آکسائیڈ پائی جاتی ہے۔اس کی وجہ غالباً یہ رہی ہوگی کہ مریخ کی کشش ثقل بہت کم ہے جس کے باعث ہلکی گیسیں اسکی فضا سے نکل کر خلاؤں میں بکھر گئی ہوں گی وائیکنگ 2 نے اس کی فضا میں پانی کے بخارات کا کھوج بھی لگایا۔تصویروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صحراؤں کے ساتھ ساتھ وادیاں اور آبی گڑھے بھی موجود ہیں، اس کے علاوہ مریخ پر بڑے بڑے آتش فشاں بھی ہیں اس پر پایا جانے والے اولمپس مونز (Olympus Mons) نامی آتش فشاں غالباً نظام شمسی کا سب سے بڑا آتش فشاں ہے۔

1970ء کی دہائی میں وائیکنگ کھوج کاروں نے مریخ کی مٹی پر سادہ تجربات کر کے حیات کے آثار تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں کسی قسم کے شواہد نہیں ملے۔ضروری نہیں ہے کہ حیات کی جو انواع زمین پر موجود ہیں۔اسی طرح کی انواع دیگر سیاروں پر بھی ہوں۔ان کی شکل مختلف بھی ہوسکتی ہے عملی طور پر سائنس دان برادری نظام شمسی میں حیات کی موجودگی کا پتہ چلانے کے لیے کیمیائی طریقہ کار پر زور دیتی ہے۔انسانوں سمیت کرہ ارض پر پائی جانے والی زندگی کی بنیاد سیال پانی اور نامیاتی مالیکیول پر ہے۔نامیاتی مالیکیوں کاربن پر مشتمل کمپاؤنڈ ہیں جو کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور

کاربن مونو آکسائیڈ سے الگ ہے اگر چہ اب تک کرہ ارض سے باہر زندگی کے کوئی شواہد نہیں ملے لیکن چند وجوہات کی بنا پر انسان نے حوصلہ نہیں ہارا۔روبوٹس کے حامل خلائی کھوئی کاروں نے ایسی دنیائیں شناخت کر لی ہیں جہاں ایک دفعہ زندگی نے نمونے پانے کی کوشش کی، چاہے آج ان کا وجود بھی نہیں ہے۔90 کی دہائی میں گیلیلو نامی سپیس کرافٹ نے ایسی کئی علامتیں کھوج نکالی تھیں۔یہی امید ایک مرتبہ پھر ہمیں مریخ پر لے گئی ہے۔

دیگر سیاروں پر زندگی کا کھوج لگانے سے ہمیں ایک سوال کا جواب ضرور حاصل کر لینا چاہیے کہ ہم زندگی سے کیا مراد لیتے ہیں؟ جب میں اسے دیکھوں گا تو جان جاؤں گا، جیسے جوابات تشفی بخش نہیں ہیں۔بعض لوگ زندگی کی توضیح ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ زندہ اشیاء کھاتی پیتی ہیں۔ان میں تغیر و تخریب کا عمل ہوتا ہے اور یہ فاضل اور ہضم شدہ خوراک کو باہر نکال دیتی ہیں۔لیکن یہ کام تو گاڑیوں اور موم بتیوں میں بھی ہوتا ہے، تو کیا ہم ان زندہ اشیاء میں شمار کر سکتے ہیں۔اس سے عمدہ تو ضیح بھی ہوسکتی ہے۔۔مثال کے طور پر زندگی کی پہچان اس کی حرکاتی توازن واستحکام سے انخلاء کی صورت میں بھی ہوسکتی ہے لیکن ہمیں کئی ایسے حالات (مثلاً عناصر توازن یا استحکام کی چمک اور اوزون تہہ) مل جاتے ہیں جن میں فطری عناصر توازن یا استحکام کی حالت سے ہوتے ہیں۔اس کے لئے حیاتیاتی کیمیا کا سہارا بھی لیا جا سکتا ہے۔۔مثال کے طور پر زندگی کی توضیح نیوکلیئک ایسڈز، پروٹینز اور دوسرے مالیکیولز کی صورت میں بھی ہوسکتی ہے۔لیکن اس کی بہترین تعریف یہ ہوسکتی ہے کہ زندگی ایک ایسا نظام ہے جس میں ایک تسلسل ہے اس میں تبدیلی کی اہلیت ہوتی ہے۔یہ نہ صرف اپنے آپ کو جاری رکھ سکتی ہے، بلکہ تبدیلی کے عمل کو بھی جاری رکھ سکتی ہے۔لیکن جب ہم کسی دوسری دنیا میں خلائی جہاز اتارتے ہیں تو یہ فارمولا بھی قابل عمل نہیں رہتا: ہوسکتا ہے کہ زندگی کو آگے بڑھانے کا عمل اتنا واضح نہ ہو کہ جسے عام تجربات کی مدد سے جانا جا سکے اور تبدیلی کے عمل کیلئے شائد اتنا وقت بہت ہی ناکافی ہو جس میں ہمارے بھیجے گئے آلات تجربات کرتے ہوں۔ابتدائی کامیابیوں کے بعد مریخ پر انسان بردار مشن بھیجنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔گزشتہ ہفتے صدر بش نے خلانوردوں اور ناسا کے سائنس دانوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا آج میں خلاؤں کا کھوج لگانے اور انسان کو دوسرے

Scanned with CamScanner

اگر چہ پریس میں انسان کو مریخ پر پہنچانے سیاروں تک پہنچانے کے نئے منصوبے کا اعلان کرتا ہوں۔ کے لئے 2030ء کے سال کا ذکر کیا جارہا ہے لیکن صدر بش نے یہ احتیاط کی ہے کہ اپنی تقریر میں حتمی تاریخ کا ذکر نہیں کیا۔ 1989ء میں پہلے صدر بش نے 2019ء تک مریخ پر بردار مشن بھیجنے کا اعلان کیا تھا لیکن اس نے اپنی آنکھوں سے اس تصور کو ختم ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔ دراصل مریخ پر انسان کو بھیجنے کی راہ میں کئی طرح کی مشکلات ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ ایک سپیس کرافٹ تیار کرنا ہے جو مریخ کے لئے موزوں ہو۔ موجودہ شٹل کی پروں والے جہاز اس کے لئے قطعی ناموزوں ہیں کیوں کہ اتنے طویل سفر کیلئے اس قسم کے شٹل پر انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ اب تک اس شٹل کو دو حادثات پیش آچکے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کیپسول ماڈل کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔۔ جس نے مرکری، جیمنی اور اپالو پروگراموں میں بخوبی اپنا کام سرانجام دیا۔ مریخ پر جانے والے سپیس کرافٹ کو ڈیزائن کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ایندھن، خوارک اور پانی کی وہ مقدار ہے جو اس مشن کیلئے ضروری ہے چاند پر جانے والے اپالو کا سفر تو اس کے مقابلے میں بہت ہی آسان تھا اور یہ سفر صرف بارہ دنوں میں ختم ہوگیا۔ اتنے مختصر سفر کے لئے ضرروت کی ہر چیز ساتھ رکھنے میں کوئی قباحت نہیں تھی۔ لیکن مریخ پر جانے اور واپس آنے کے سفر میں 14 مہینے صرف ہوں گے۔ اس کے علاوہ مریخ پر پہنچنے کے بعد وہاں ڈیڑھ سال تک انتظار کرنا پڑے گا اور واپسی کا سفر اس وقت شروع ہوگا جب مریخ زمین کی سیدھ میں آرہا ہوگا۔ اگر ایک ایسا عظیم الشان جہاز تیار کر بھی لیا جائے جس میں ضرورت کی ہر چیز رکھی گئی ہو تو پھر اس جہاز کو سطح زمین سے اوپر اٹھانے کے لئے جس قدر طاقت ہوگی وہ ایک الگ مسئلہ ہوگا۔ جہاں تک مروج طریقوں کا تعلق ہے اس کے بارے میں بڑی احتیاط سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اتنا بڑا راکٹ بنانا ممکن نہیں ہے جو اس قسم کے جہاز کو خلا میں پہنچا سکے۔

ریخ مشن پر کام کرنے والے سائنس دانوں کی نگاہیں مریخ پر مرکوز ہیں اور اگر موجودہ مشن کے ذریعے مریخ پر پانی کے آثار مل گئے تو یہ بہت بڑی خبر ہوگی۔ مریخ کے پانی کو صاف کرنے کے بعد سے پینے اور نہانے دھونے کے لئے زمین کے پانی کی طرح استعمال کیا جاسکے گا۔ پانی کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ یہ دو گیسوں، ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مجموعہ ہے۔ یہ بات بھی بہت سے لوگ

جانتے ہیں کہ ہائیڈروجن جلتی ہے اور آکسیجن جلنے میں مدد دیتی ہے۔ یہ ہائیڈروجن ہی ہے جو بعض لیکوئیڈ فیول انجنوں کے لئے پروپلشن فائر فراہم کرتی ہے اور آکسیجن ان شعلوں کو جلتا رکھنے میں معاونت کرتی ہے۔ مریخ پر پانی ملنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس سرخ سیارے پر پہنچنے کے بعد ایندھن کے ٹینک وہیں سے ہائیڈروجن کے ذریعے بھرے جاسکتے ہیں اور وہاں سے ملنے والی آکسیجن ایسی فضا بنانے میں کام آسکتی ہے۔۔ جس کے اندر زمین کی مخلوق سانس لے سکتی ہو۔ ان سب حقائق کے باوجود یہ حقیقت بھی اپنی جگہ اٹل ہے کہ 1972ء کے بعد قریبی ہمسائے چاند پر بھی کوئی مشن نہیں بھیجا گیا۔ اگلا مشن 2015ء تک متوقع ہے۔ یعنی آخری مشن کو اس وقت تک 43 برس گزر چکے ہوں گے۔ کیا اس صورت حال میں مریخ پر جانے کی تیاری کے لئے صرف 26 برس کا عرصہ کافی ہوگا۔

قول زریں

تین چیزیں انسان کو اصل مقصد سے روکتی ھیں-

بدچلنی، غصہ، طمع

Scanned with CamScanner

یادِحیات

مولانا حسن جان صاحب

سنہ ۱۹۹۰ء کے انتخابات میں حصہ لینا

اپنے علاقے چارسدہ کے علماء کرام کے اصرار اور یہاں پشاور سے حضرت مولانا محمد ایوب جان بنوریؒ کی دعوت پر، جو حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھر اور قاضی فضل اللہ اور ساتھ خالد بنوری کے واسطہ اور جرگہ سے ملی کہ (تم چارسدہ سے خان عبدالولی خان سربراہ عوامی نیشنل پارٹی کے مقابلہ میں این اے 5 چارسدہ سے انتخاب برائے قومی اسمبلی میں حصہ لو)- چونکہ میرا مزاج سیاسی نہیں اور نہ عام سیاسی باتوں سے دلچسپی ہے، اور مقابلہ ایک مشہور لیڈر سے کرنا تھا، جو اپنے پارٹی اور خاندان کے اعتبار سے بہت مشہور اور طاقتور تھے- نہایت متفکر رہا اور میری ذہنی پریشانی کی وجہ سے حضرت والد صاحبؒ بھی خوش نہیں تھے- حضرت صاحب مولانا فقیر محمد صاحبؒ آف لنڈی ارباب سے مشورہ لینے کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ (جہاد کی نیت سے انتخابات میں حصہ لے لو-) اس وقت افغانستان میں روس کے خلاف جہاد بھی جاری تھا اور فرمایا کہ (تمہارا مقابل جہاد کا مخالف ہے) اور حضرت نے کامیابی کیلئے دعا کی- دعا کے ساتھ میری ذہنی پریشانی ختم ہوگئی اور اطمینان حاصل ہوا- پھر حضرت مولانا محمد اشرف صاحب اسلامیہ کالج کی مجلس میں حاضر ہوا، اس نے بھی اجازت اور مشورہ دیا، انتخابات میں علماء کرام کی تائید اور محنت اور عوام الناس کی حمایت سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کامیابی ہوئی، اور اس فقیر کو (67104) (ستاسٹھ ہزار ایک سو چار) ووٹ ملے، جبکہ مقابل کو (52827) باون ہزار آٹھ سو ستائیس ووٹ ملے اور تقریباً چودہ ہزار دوسو ستر ووٹوں کا فرق رہا، عام ستوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی- جنہوں نے جانفشانی سے کام کیا تھا، بعض خواتین نے اس کامیابی لئے روزے رکھے تھے، اور باہر کے بعض احباب نے اعتکاف اور صدقات کئے تھے، بعض رفقاء

نے کہا کہ (مدمقابل کے ووٹوں میں دس ہزار تک جعلی ووٹ بھی ڈالے گئے) اس وقت کے ڈپٹی کمشنر عرفان آفریدی نے مجھے خود کہا کہ (اوپر سے نگران وزیراعظم جتوئی اور نگران وزیراعلیٰ میرافضل خان کی طرف سے مجھ پر بڑا دباؤ اور مدمقابل کی کامیابی کے لئے پریشر ہے- مگر ایمان کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی دباؤ میں نہیں آؤں گا، انشاء اللہ- چنانچہ نتیجہ بھی دو تین گھنٹے لیٹ کرایا گیا تھا، اور تقریباً تین بجے رات تاریخ ۲۴/ اکتوبر بروز بدھ ۱۹۹۰ء کو اس فقیر کی کامیابی کا اعلان ہوا، اور قومی اسمبلی کے لئے حلقہ این اے 5 چارسدہ سے منتخب قرار پایا- اہم اجلاسوں کے لئے اسلام آباد جاتا رہا- اور فیڈرل لاج کمرہ نمبر ۲۲ میں قیام پذیر ہونا پڑتا- اس فقیر کی قرارداد اور احباب کی تائید پر اسمبلی میں انگریزی طریقہ سلام کی بجائے اسلامی طرز پر السلام علیکم کہنا منظور ہوا- اور آذان کی آواز اسمبلی میں آنا شروع ہوئی- اس وقت وزیراعظم میاں نواز شریف سے ایک خصوصی مجلس میں جس میں ہم تین آدمی تھے (تیسرے کا نام ابھی یاد نہیں) اور چائے پی رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ میاں صاحب وزارت آنی جانی والی چیز ہے، آپ سے پہلے بھی وزیراعظم آئے اور ان کا کیا حشر ہوا؟ (میرا اشارہ بھٹو کی طرف تھا) آپ سے بھی وزارت جائے گی، آپ ایسا کام کریں جس کی وجہ سے آپ کا ذکر خیر ہو- اور آپ کو لوگ نیکی سے یاد کریں اور مزید کہا کہ حضرت معاویہؓ ۴۰ھ کو جب متفقہ خلیفہ ہوگئے تو آپ نے شام سے حضرت عائشہؓ کے نام مدینہ منورہ خط بھیجا کہ آپ مجھے نصیحت لکھ کر بھیج دیجئے تو عائشہؓ نے جواب میں لکھا کہ (اگر آپ ایک خداوند تعالیٰ کو راضی رکھنا چاہیں تو اس کو راضی رکھنے کی کوشش کرو، لوگوں کے دلوں کا مالک اور مختار وہ ہے وہ آپ سے لوگوں کو بھی راضی رکھ سکتے ہیں، اور اگر آپ کی نظر لوگوں پر ہو اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی فکر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض رہیں گے اور لوگوں کو بھی آپ راضی نہیں کر سکو گے، اس لئے اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش رکھنے کی فکر کرو) تو میاں صاحب نے جواب میں کہا کہ آپ دعا کریں میں نے کہا کہ دعا تو ہم کرتے رہیں گے- لیکن عملی ذمہ داری تو آپ نے نبھانی ہے)

یکم ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۴/ جون ۱۹۹۱ء کو اپنی اہلیہ اور جماعت کے ساتھ جس میں مولانا محمد ادریس ترنگزئی اور اسکی والدہ اور ہمشیرہ اور قاضی عبدالحکیم اور ان کی اہلیہ اور حاجی سہراب تھے عازم

Scanned with CamScanner

بلاد مقدس ہوگئے، اور بروز جمعۃ المبارک مطابق ۲۱/ جون وقوف عرفات کی سعادت حاصل ہوگئی اور حج اکبر نصیب ہوا، اور مقام جعرانہ اور تنعیم کے عمرے ادا کئے۔ اور ۲۱/ ذوالحجہ مطابق ۳ جولائی کو مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی۔ اور بروز اتوار یکم محرم الحرام ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۴/ جولائی ۱۹۹۱ھ کو جدہ سے کراچی اور کراچی سے پشاور واپس آگئے ایک مہینہ سفر رہا۔ وللہ الحمد علی ذلک۔

متحدہ عرب امارات کا پہلا سفر

۲۹ اگست ۱۹۹۱ء مطابق ۱۸/ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ بروز جمعرات ۹ بجے صبح کو ہوائی جہاز کے ذریعے پشاور سے دبئی متحدہ عرب امارات روانہ ہوا۔ اور دبئی ایئر پورٹ پر گیارہ بجے چالیس منٹ پر ہوائی جہاز سے اترا۔ یہ دورہ برادر محترم مولانا رضوان اللہ باجوڑی مدنی مبعوث سعودی عرب راس الخیمہ اور الحاج محمد ظاہر افغانی راس الخیمہ کی دعوت پر ہوا، ٹکٹ ویزا وغیرہ ان کی طرف سے ہوا تھا، ہوائی اڈہ پر مولانا محمد فہیم، مولانا محمد اسماعیل اور دیگر دوست واحباب جمع تھے، مولانا رضوان اللہ اور الحاج محمد ظاہر وغیرہ کچھ دیر سے پہنچے۔ دبئی میں کچھ دیر قیام کے بعد راس الخیمہ روانہ ہوا، خطبہ اور نماز جمعہ مسجد معیریض میں بندہ نے پڑھائی، اور تقریر اردو میں کی، ہفتہ کی رات مورخہ ۳۰ اگست ۲۰ صفر کو جامع مسجد عمر بن عبدالعزیز النخیل راس الخیمہ میں پشتو میں تقریر ہوئی، ہفتہ کے دن ۳۱/ اگست کو مقام رمس پھر الشعم، حدود مسقط عمان دیکھنے گئے - پھر طریق مطار پر المسافی، الدباء، الخرفقان دیکھتے ہوا الفجیرۃ کو رات کے لئے پہنچے، وہاں پر نماز عشاء کے بعد اردو میں تقریر ہوئی، کافی تعداد میں علماء اور مقیم پاکستانی جمع ہو گئے تھے، الفجیرہ دریائے خلیج عربی کے کنارے، بالمقابل بندر عباس ابنائے ہرمز پر خوبصورت اور سبزہ اور پھولوں سے آراستہ شہر ہے۔ اتوار یکم ستمبر ۱۹۹۱ء کو (خت) گئے جو گرم پانی کے لئے مشہور مغسلہ ہے۔ اور لوگ مرد، عورتیں وہاں کے قدرتی گرم پانی میں نہانے کے لئے جاتے ہیں۔ ہم بھی نہائے۔ بہت اعلیٰ مقام اور نہانے کے لئے بڑا اچھا انتظام ہے۔ مردوں کے لئے غسل خانے اور بڑا تالاب ہے، اور عورتوں کے لئے علیحدہ باپردہ انتظام ہے۔ پیر کی رات کو پھر جامعہ عمر بن عبدالعزیز، النخیل میں اردو میں میرا بیان ہوا، شب منگل کو درس قرآن کا پروگرام اسی جامع مسجد میں رہا

منگل ۳ ستمبر ۱۹۹۱ء کو ابوظہبی گئے، جہاں پر رات کو جامع خلفان، خالدیہ ابوظہبی میں نماز عشاء کے بعد پاکستانیوں سے پشتو میں تقریر ہوئی، اور دعوت مولانا دین اصغ صاحب ناظم جمعیۃ العلماء نے کی تھی، پھر بدھ کے دن جمعرات کی شب کو مسجد جابر دورۃ المیاہ کے پاس، ابوظہبی میں تقریر کا پروگرام رہا۔ جمعہ کی رات مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۹۱ء العین محلہ صناعیہ میں نئی جامع مسجد کے افتتاح پر میرا پشتو میں بیان ہوا، جہاں پر اکثر افغان مہاجرین رہتے ہیں، نماز جمعہ اور تقریر سیرۃ کے موضوع پر اردو میں جامع مسجد (الصفا) دبئی میں کر لی۔

پھر ہفتہ کی رات ۶ ستمبر کو جامع مسجد غریر دبئی شہر کے درمیان اور بازاروں کے وسط میں نماز عشاء کے بعد دین اور دنیا کے موضوع پر اردو میں بیان ہوا۔ اتوار کے دن ۸ ستمبر کو عربی میں درس اور سوالات و جوابات جماعۃ الدعوۃ والارشاد کے بڑے مرکز (الحمدیہ) میں نماز عصر سے مغرب تک ہو گئے۔ پھر پیر کی رات شارجہ کی جامع مسجد (الدرویش) میں نماز عشاء کے بعد پشتو میں بیان ہوا۔ جہاں پر مولانا محمد اسرار آف چارپریزہ اور ان کے والد بزرگوار خطابت انجام دے رہے ہیں اور ان کی طرف سے پرتکلف دعوت کا انتظام شارجہ کے ایک ہوٹل میں رہا۔ یہاں پر پٹھان رہتے ہیں۔ اور مسجد میں اکثریت پٹھان ہی ہوتے ہیں، تقریباً ۱۵/ دن سیر وسیاحت کے بعد وطن پشاور واپسی ہوگئی۔

بنگلہ دیش کا پہلا سفر

مورخہ ۸/ رجب ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۴/ جنوری ۱۹۹۲ء کراچی جانا ہوا۔ جہاں پر پروگرام کے مطابق مدرسہ احسن العلوم گلشن اقبال نمبر ۲ کراچی میں مولانا مفتی زرولی خان صاحب کی دعوت پر ترجمہ قرآن مجید کا ختم کرایا، اور پھر بروز بدھ ۹ رجب کو بہت بڑے اجلاس میں ختم بخاری شریف کرایا، اور آخری حدیث شریف پر میرا درس ہوا، دو دن بخاری شریف کے مختلف مشکل مقامات کا درس بھی دیا

پھر تبلیغی اجتماع میں شرکت کے لئے ڈھاکہ بنگلہ دیش گیا، جہاں بہت بڑے اجتماع میں

Scanned with CamScanner

شرکت کے بعد وہاں کے علماء کرام کی دعوت پر مختلف مدارس دیکھے، اور چاٹگام تک گیا، جس کا تذکرہ اجمالاً مندرجہ ذیل ہے-

بروز منگل ۱۵ رجب ۱۴۱۲ء مطابق ۲۱ جون ۱۹۹۲ء کو صبح کو جامع مسجد نور باغ، محلّہ تالہ تل بی نمبر ۳۹/۴ کپل گاؤں ڈھاکہ میں تقریر ہوئی -عصر کو جامعہ رحمانیہ محمد پور ڈھاکہ میں بمعرفت مولانا شفیق الرحمٰن مہتمم رات کو ریل سے چاٹگام روانہ ہوا- چاٹگام میں ۱۶/ رجب ۲۲ جنوری کو مدرسہ عزیز العلوم محلّہ بابونگر (بمعرفت شیخ الحدیث محمد اسحاق غازی او مہتمم مولانا محبّ اللہ) میں تقریریں ہوئیں- جامعہ اسلامیہ ناظر ہاٹ چاٹگام دیکھا- مدرسہ اسلامیہ چاریہ، چاٹگام دیکھا- جامعہ اسلامیہ معین الاسلام، (ہاتھ ہزاروی قائم شدہ ۱۹۰۱ء جہاں پر تقریباً ۳۵۰۰ طالب علم اور شرکاء حدیث ۶۰۰ تھے) میں بیان ہوا، دارالعلوم دیوبند کے بعد اس کی بنیاد رکھی گئی ہے اور اس کے بعد یہ سب سے بڑا مدرسہ ہے- جامعہ مدنیہ کاشف سلوک بحر چاٹگام جامعہ اسلامیہ ختیرا، چاٹگام، مدرسہ جامعۃ العلوم لال خان بازار چاٹگام- مدرسہ جامعۃ العلوم لال خان بازار چاٹگام مہتمم مفتی اظہار الاسلام مدرسہ ناصر الاسلام فتح پور چاٹگام) تمام مدارس دیکھ لئے - اور پھر ۲۳ جنوری مطابق ۱۷ رجب ۱۴۱۲ھ کراچی اور پھر کراچی سے پشاور دو دن کے بعد آیا- ڈھاکہ جاتے ہوئے دو گھنٹے کے لئے کھٹمنڈو کے ہوائی اڈے پر رہے-

جمہوریہ ازبکستان کا دورہ

۶ رمضان ۱۴۱۲ھ بروز جمعرات بمطابق ۱۲ مارچ ۱۹۹۲ء سے ۱۶ مارچ ۱۹۹۲ء تک جمہوریہ ازبکستان کے دورے پر سرکاری وفد میں رہا، جہاں پر تاشقند، بخارا، سمرقند اور دیگر اضافی بستیوں مثل قصر عارفانہ نزد بخارا مزار بہاء الدین نقشبندیؒ اور قریہ خواجہ محمد اسماعیل بخاری نزد سمرقند اور زیارت امام بخاریؒ کی سعادت نصیب ہوئی- (اس دورے کی تفصیل مستقل بھی شائع ہوئی ہے)

پھر بروز اتوار ۱۶ رمضان ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۲ مارچ عمرہ اور اعتکاف کی نیت سے عازم بلادِ مقدس ہوا- اور الحمد للہ عمرہ کی ادائیگی کے بعد اعتکاف کا شرف بھی مسجد حرام میں حاصل ہوا- اور زیارت نبوی کے بعد دوبارہ عمرہ شوال میں کیا، اور پھر بروز جمعرات ۵ شوال مطابق ۹ اپریل براہ کراچی

پشاور پہنچا، اللھم ارزقنا ھذہ السعادة مرة بعد مرة و کل عام و ما ذلک علی اللہ بعزیز - بروز بدھ یکم ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۳ جون ۱۹۹۲ء پشاور سے جدہ کے لئے روانگی ہوگئی، رات کو حیات ریجنسی ہوٹل جدہ میں سعودی حکومت کی طرف سے مہمانی پر قیام رہا- اور بروز جمعرات مکۃ المکرّمۃ پہنچا -عمرہ کی ادائیگی کے بعد فندق مکۃ ، انٹرکانٹینٹل ہوٹل میں قیام رہا- بروز بدھ ۱۰ جون کو عرفہ میں وقوف ہوا- یہ وقوف ادارۃ الحج السعودیہ عند موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوا- مسجد الخیف کے ساتھ قصر ضیوف وزارۃ الحج والاوقاف السعودیۃ میں ایام منیٰ کے دوران اقامت رہی- بروز اتوار ۱۳ ذوالحجہ مطابق ۱۴ جون بذریعہ ہوائی جہاز مدینہ منورہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوگئی- اور وہاں شیراٹون ہوٹل فندق المدینہ میں قیام رہا- ہفتہ ۲۰ جون مطابق ۱۹ ذوالحجہ ہوائی جہاز سے جدہ واپس آ گئے- اور حیات ریجنسی ہوٹل جدہ میں ایک دن رہائش کے بعد ۲۱ جون پیر کی رات صبح کے قریب جدہ سے کراچی روانہ ہوگئے- اور ۲۲ جون عصر سات بجے خیر و عافیت کے ساتھ پشاور پہنچ گئے- اور منگل کی رات آٹھ بجے عشاء وارد خانہ مدنی محلّہ نزد شوگر ملز چارسدہ روانہ ہوگئے- وللہ الحمد علی ذالک وارزقنا اللہ تعالی العود الی البلاد المقدمة للعمرة والحج کل عام -

جاری ہے-

سجا کر شان ماضی اپنے سر پر پھر نکلا ہوں
میری پرواز جاری ہے سمندر یا پہاڑ آئے

درس حدیث

شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزئی

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہ ایک بہترین فقیہ وقت اور باصلاحیت شیخ الحدیث ہیں- بین الاقوامی حالات پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں- تحفظ حرمین کے حوالے سے آپ کی مساعی جمیلہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں- موصوف ملک کے بہترین دینی تعلیمی ادارہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث ہیں- گزشتہ دنوں کسی پروگرام میں شرکت کیلئے پشاور تشریف لائے- گوناگوں مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر جامعہ عثمانیہ پشاور بھی تشریف لائے- دورہ حدیث کے طلبہ کو بخاری شریف کی پہلی حدیث کا درس دیا ذیل میں ان کا درس حدیث افادہ عام کے لئے نذر قارئین ہے- (ادارہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد!

﴿باب کیف کان بدؤا الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقول اللہ عزوجل انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبین من بعدہ وبانسنہ المتصل منا الی امیر المؤمنین فی الحدیث الامام محمد بن اسماعیل البخاریؒ حدثنا الحمیدی ---- یقول سمعت عمر بن الخطابؓ علی المنبر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما الاعمال بالنیات وانما لامری مانوی فمن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی امرء ۃ ینکحھا فھجرتہ الی ماھاجر الیہ﴾

الحمدللہ یہ میرے لئے سعادت کا موقعہ ہے- کہ اللہ تعالی نے آپ کے ہاں حاضری نصیب فرمائی- پھر حضرت مفتی غلام الرحمن صاحب نے حکم دیا کہ آپ کے سامنے کچھ عرض کر دوں- کبھی کبھی ساتھیوں کے سامنے ایک بات کرتا ہوں وہ آپ کے سامنے بھی عرض کر دیتا ہوں- آپ نے عموماً دیکھا ہوگا- ہمارے طبقے میں بعض اساتذہ کو دعوی ہوتا ہے کہ وہ اس فن کا امام ہے- اور حافظ ہے- میں

اس قسم کے لوگوں کے سامنے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ علوم کے اندر امامت کا منصب اور مہارت کا مقام اس وقت ہوتا ہے- جب تمام علوم متحضر ہوں- میرے خیال میں وہ زمانہ چلا گیا- اب سب سے بہتر مدرس وہ ہے- جو رات کو مطالعہ کرے اور صبح شاگردوں کو پڑھائے اور ان کو سمجھائے- لیکن اب زوال کا جو زمانہ آیا ہے تو اس قسم کے لوگ بھی ناپید ہوتے جا رہے ہیں- امام ابوالقاسم القشیری شافعی المسلک ہے- بہت بڑے صوفی تھے- تصوف کے طرز پر تفسیر لکھی- تصوف پر ان کی ایک کتاب ہے- جو الرسالۃ القشیریہ کے نام سے مشہور ہے- یہ درحقیقت ایک خط ہے- جو انہوں نے اپنے زمانہ کے صوفیاء کے نام لکھا تھا- اور اس کے اندر انہوں نے ایک تو تصوف کی اصطلاحات کی وضاحت کی ہے- اور دوسری بات یہ کہ متقدمین صوفیاء کے کچھ احوال ذکر کیے ہیں- اس کی ابتداء میں انہوں نے ایک شعر لکھا ہے- اور اس شعر کو سنانے کے لئے میں نے یہ تمہید عرض کر دی-

اماالخیام فانھا کخیامھم　　واری نساء الحی غیر نساءھا

اس کا مفہوم یہ ہے کہ خیمے تو وہی پرانے خیمے نظر آتے ہیں- لیکن ان خیموں کے اندر قبیلہ کی جو عورتیں رہتی تھیں، وہ وہی عورتیں نہیں ہیں- اور یہ بات انہوں نے چھٹی صدی ہجری کے اخیر اور ساتویں صدی ہجری کی ابتداء میں کی ہے- بعینہ یہی صورت ہماری ہے- ہم استاد کی شکل میں آپ کے سامنے بیٹھے ہیں- اور آپ شاگردوں کی صورت میں بیٹھے ہیں- لیکن حقیقت یہ ہے کہ نہ استاد وہ باقی ہے اور نہ شاگرد وہ باقی ہیں- ہم اس شعر کے مصداق ہیں- ایک عالم نے علوم حدیث کے مختلف فنون کے متعلق لکھا ہے- اور ابن حجرؒ نے بھی ایک مقام پر لکھا ہے- کہ علم حدیث سو شاخوں پر مشتمل ہے- اور مشکل فن علم حدیث میں علل الحدیث ہے- اور علل الحدیث کے ماہرین پہلے زمانے میں بھی بہت کم تھے- اور لکھا ہے کہ امام دارقطنی کے بعد یہ سلسلہ بھی ختم ہوگیا اور یہ شعر بھی لکھا ہے کہ

وقد کانوا اذا عدو قلیلاً　　فقد صارو اعز من القلیل

جب علم کے شباب کا زمانہ تھا- تو اس وقت اس کے ماہرین کو گنا جاتا- تو بہت تھوڑی گنتی ہوتی تھی، لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ فقد صاروا اعز من القلیل - کبرنی موت الکبراء کی سی صورت ہے- اب وہ لوگ نہیں رہے- ہم آپ کے سامنے بات کرتے ہیں اور اللہ تعالی ستاری کا

Scanned with CamScanner

معاملہ فرماتے ہیں-

میں نے آپ کے سامنے ابتداء کی حدیث پڑھی ہے- اور امام بخاریؒ نے اس حدیث سے ابتداء کی ہے- اور امام بخاریؒ کے بارے میں سب نے یہ بات لکھی ہے- خصوصاً حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس کتاب کے مرتب کرنے کا جب ارادہ کیا- تو اس کی بنیاد دو باتیں تھیں- ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا- اور خواب میں یہ کیفیت نظر آئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں- اور امام بخاریؒ کے ہاتھ میں دستی پنکھا ہے- اور آپ ﷺ کے جسد مبارک سے مکھیاں ہٹا رہے ہیں- خواب دیکھنے کے بعد معبر سے تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا ﴿انک تنفی الکذب عن حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم﴾ اس سے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ احادیث کا ایسا مجموعہ مرتب کر لیں کہ اس میں صرف صحاح احادیث ہو- دوسری بات یہ پیش آئی کہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ امام اسحاق بن راہویہ اور اسحاق بن ابراہیم کے درس میں بیٹھا تھا- استاد نے کہا کہ کاش تم میں سے کوئی آدمی حضور ﷺ کے احادیث کا ایسا مجموعہ جمع کرے- جو صحیح احادیث پر مشتمل ہو- اس سے پہلے کسی نے بھی صحیح احادیث جمع نہیں کیں- بخاری شریف سے پہلے مصنف عبدالرزاق، مسند امام احمد مسند ابوداؤد الطیالسی، مسند اسحاق بن راہویہ، مؤلا امام مالک اور کتاب الاثار لکھی گئی تھیں- لیکن ان میں کوئی کتاب صحیح مجرد نہیں تھی- تو یہ دو باتیں محرک بنیں- آپؒ نے مجموعہ کو مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کیا- اور کیف کان بدؤالوحی سے ابتداء کی- انوکھے طریقے سے کتاب کی ابتداء کی ہے- امام مسلم نے اپنی کتاب مقدمہ سے شروع کیا ہے- جو اصول حدیث کے مباحث پر مشتمل ہے- اگر اس کو کتاب کا جز تسلیم نہ کیا جائے تو کتاب الایمان سے ابتداء ہوتی ہے- امام ابن ماجہ کی سنن کی ابتداء سنت اور حدیث کے بحث سے شروع ہوتی ہے- امام ابوداؤد اور امام ترمذیؒ کی جامع کی ابتدا طہارت سے ہوتی ہے- لیکن امام بخاریؒ نے بالکل انوکھے انداز میں کتاب کی ابتداء کی ہے- اس بارے میں بہت سے اقوال ہیں- ان میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا قول مجھے پسند ہے وہ فرماتے ہیں- کہ وحی سے ابتداء اس لئے کی کہ ایک طرف خالق ہے اور دوسری طرف مخلوق ہے- دونوں کی صفات میں تبائن

ہے- مخلوق کی صفات الگ اور خالق کی صفات الگ ہیں- مخلوق اور خالق کے درمیان رابطے کا ذریعہ صرف وحی ہے- اگر وہ اس سے ابتداء نہ کرتے تو ظاہر ہے کہ کس چیز سے ابتداء کرتے- دوسرا تفنن یہ کیا کہ ابتداء ہی وحی کے مباحث سے کی اور کتاب کا اختتام بھی وحی کے مباحث پر کیا- آخری ﴿ترجمة الباب باب قول الله و نضع الموازین القسط لیوم القیامة وان اعمال بنی ادم وقولهم یوزن﴾ -کولایا مشہور تو یہی ہے کہ امام بخاریؒ اس آخری باب کے ذریعے معتزلہ پر وزن اعمال کے مسئلے میں رد کر رہے ہیں- کہ معتزلہ کا مذہب یہی ہے کہ اعمال نہیں تولے جائیں گے- اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب یہ ہے کہ اعمال تولے جائیں گے صحیح یہی ہے کہ امام بخاریؒ نے اہل السنۃ والجماعۃ کے مذہب کے اثبات کے لئے یہ باب قائم کیا ہے-

لیکن علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے یہاں پر دوسری بات کی ہے کہ اس آخری باب سے معتزلہ پر نہیں بلکہ حنابلہ پر رد کرنا چاہتے ہیں- خلق قرآن کا مشہور مسئلہ ہے- کہ قرآن پاک مخلوق ہے یا نہیں- تو کلام نفسی اللہ تعالی کی صفت ہے- اور قدیم ہے- مامون کے دور میں یہ اختلاف عروج پر پہنچا تھا- قاضی ابن داؤد نے مامون اور امین کی رائے کو اپنے تابع کر دیا- حکومت کی قوت بھی معتزلہ کے ساتھ تھی- وہ علماء کو بلاتے تھے- ان کے سامنے یہ عقیدہ رکھتے تھے جو قبول کرتے ان اعزاز واکرام کرتے اور جو قبول نہ کرتے ان کو جیل میں بند کر دیتے- امام احمد بن حنبلؒ کی ابتلاء کا واقعہ مشہور ہے- آپ کے سامنے جب یہ بات پیش کی تو انہوں نے قبول نہیں کی اور فرمایا- (اعطونی شیا من کتاب الله او سنة رسوله حتی اقول به) مجھے قرآن وسنت سے دلیل دو- تو میں مانوں گا- امام احمد بن حنبلؒ کو جیل میں ڈالا گیا- اس کو کوڑے لگائے گئے- آخر میں ابتلاء کا دور ختم ہوا- دوسرا دور حنابلہ کے عروج کا دور تھا- خود امام احمد انتقال فرما گئے لیکن بعد میں حنابلہ نے عجیب سلسلہ شروع کیا- ان میں بے اعتدالی پیدا ہوئی- بے اعتدالی یہ پیدا ہوئی کہ محدثین نے لکھا ہے کہ ہم جو کہتے ہیں کہ کتاب اللہ جو اللہ تعالی کی صفت ہے- وہ کلام نفسی ہے- اور قدیم ہے اور مخلوق جو قرات کرتے ہیں تو یہ مخلوق کا ایک فعل ہے- اور مخلوق حادث ہے- تو اس کا فعل بھی حادث ہوگا- جبکہ حنابلہ ایسی قرات کو بھی قدیم کہتے تھے- حتی کہ قرآن پاک کا ورق اور سیاہی بھی انکے نزدیک قدیم تھی- اہل السنۃ والجماعۃ میں کچھ لوگوں

Scanned with CamScanner

نے حنابلہ پر رد کیا ہے۔ ان میں مشہور عالم محمد بن جریر الطبریؒ نے بھی حنابلہ پر رد کیا۔ تو حنابلہ نے بغداد میں واقع علامہ ابن جریر کے گھر پر پتھراؤ کیا۔ امام بخاریؒ کا اپنے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اس کی وجہ بھی یہی تھی تو علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے کے مطابق یہاں امام بخاریؒ حنابلہ پر رد کرتے ہیں۔ فرمایا کہ (وان اعمال بنی آدم وقولھم یوزن) کہ انسانوں کا عمل و قرات تولا جائے گا۔ کیا اب کلام نفسی جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس کو بھی تولا جائے گا؟ تو ظاہر ہے کہ اس کو تولا نہیں جا سکتا۔ تو امام بخاریؒ نے قرات اور مقروء میں فرق ظاہر کرنے کے لئے یہ آخری باب قائم کیا۔ کیونکہ حنابلہ قرات اور مقروء میں فرق نہیں کرتے ہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ ابتداء ہی وحی سے کی اور اختتام بھی وحی کے مباحث سے کی۔ اشارہ اس بات کی طرف کرتے ہیں کہ دین کے احکام، اعمال، عقائد اور فروع جتنے بھی ہوں۔ ابتداء سے لیکر انتہاء تک وحی کے دائرے کے اندر محدود ہونی چاہئے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے یہ طریقہ اختیار کیا۔

دوسری بات یہ کہ امام بخاریؒ کے کتاب لکھنے کا مقصد کیا تھا؟ محدثین فرماتے ہیں کہ کتاب لکھنے کے دو مقصد تھے۔ پہلا مقصد صحیح مجرد اور صحیح احادیث کے مجموعہ کو تیار کرنا۔ دوسرا مقصد طلباء و علماء کو استنباط اور استخراج مسائل من الحدیث کا طریقہ بتلانا، جس کو فقاہت کہتے ہیں۔ کہ حدیث سے کس طرح مسئلہ مستنبط کیا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ ایک ایک حدیث کو بعض دفعہ دس مقامات پر نقل کرتے ہیں۔ اور ایک مقام پر ترجمۃ الباب قائم کر کے بتلاتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ نکل رہا ہے۔ دوسرے مقام پر جا کر پھر اسی حدیث پر دوسرا ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے۔ دراصل امام بخاریؒ طالب علم کو استخراج مسائل کا طریقہ بتا کر ان کو فقیہ بنانا چاہتے ہیں۔ لوگ امام بخاریؒ کو فقہاء کے مقابلے میں لا کھڑا کر دیتے ہیں۔ حالانکہ امام بخاریؒ فقہ اور فقہاء کے مخالف نہیں ہیں۔ بلکہ اسی کتاب کا مقصد ہی یہی ہے۔ کہ طلبہ کو فقہ کی تعلیم دے اور ان کے اندر فقاہت پیدا کر دے اور یہ بتلا دے کہ آدمی فقیہ کیسے بنتا رہے۔ بعض مقامات پر امام بخاریؒ باب کا لفظ ذکر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ترجمۃ الباب ذکر نہیں کرتے تو وہاں بہت سارے توجیہات کی جاتی ہیں کہ یہ (کالفصل من الباب السابق) ہے۔ ایک مشہور توجیہ شیخ الہند علامہ

محمود حسن دیوبندیؒ سے منقول ہے کہ بعض دفعہ امام بخاریؒ باب بلا عنوان ذکر کرتے ہیں۔ یہ تشحیذ الاذہان (ذہن کو تیز کرنے) کے لئے کرتا ہے کہ ہم نے احادیث کے مضمون سے اخذ کر کے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے۔ اب تمہارے امتحان کے لئے ایک حدیث ذکر کرتے ہیں اور اس پر ترجمۃ الباب قائم نہیں کرتے۔ تمہیں بتلاتے ہیں کہ اس حدیث سے تم خود اخذ کر کے اس پر ترجمۃ الباب قائم کرو۔ تو امام بخاریؒ کا مقصد فقہ کی تعلیم اور طلبہ میں فقاہت کا مادہ پیدا کرنا ہے۔ اسلئے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امام بخاریؒ فقہ یا فقہاء کے مخالف تھے۔ وہ ظاہر بین ہیں۔

تیسری بات مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں۔ عام طور پر جب کسی مسئلہ پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس فلاں مسئلہ کی دلیل صحیح بخاری یا صحیح مسلم سے بتاؤ۔ علماء یا جو نئے طلبہ ہوتے ہیں وہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ کہ اس مسئلہ کی دلیل بخاری یا مسلم میں کہاں ہے۔ یہ بات بظاہر خوش کن ہے لیکن یہ اپنے مقصد کے اعتبار سے انکار حدیث کی ابتداء ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں تمام صحیح احادیث کو جمع کیا ہے۔ یا امام مسلم نے تمام صحیح احادیث کو جمع کیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ خود امام بخاریؒ کا قول حافظ ابن صلاحؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کیا ہے اور سب سے زیادہ وضاحت کے ساتھ امام حاکم نے مستدرک کے ابتداء میں ذکر کیا ہے۔ کہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو تقریباً چھ لاکھ سے زائد احادیث سے مرتب کیا ہے۔ میں نے صحیح احادیث کو جمع کیا۔ لیکن میں نے تمام صحاح کا استیعاب نہیں کیا۔ خود امام بخاریؒ کے الفاظ یہ ہیں کہ (ترکت من الصحاح کثیراً) میں نے صحیح احادیث میں سے بہت ساری احادیث کو ذکر نہیں کیا۔ امام مسلمؒ کا قول صحیح مسلم میں موجود ہے۔ کہ شاگرد نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث کے بارے میں پوچھا۔ جس میں یہ الفاظ مروی ہیں۔ (اذا کبر الامام فکبروا ---- واذا قرء فانصتوا) شاگرد نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ امام مسلمؒ نے فرمایا ہاں یہ حدیث صحیح ہے۔ شاگرد نے پوچھا کہ جب یہ حدیث صحیح ہے۔ تو آپ نے اس مقام پر نقل کیوں نہیں کیا تو امام مسلمؒ نے فرمایا کہ (لیس کل شی صحیح عندی وضعته ھھنا انما وضعت ھھنا مااجمعوا علیه) کہ میں نے ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہے۔ اس کو میں نے یہاں پر نقل نہیں کیا۔ بلکہ میں

نے وہ حدیث ذکر کیا ہے جو مجمع علیہ ہے-تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تمام صحیح احادیث کا استیعاب بخاری و مسلم میں نہیں کیا گیا ہے-اس کے علاوہ دوسرے کتب میں بھی کثرت سے صحیح احادیث موجود ہیں-میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا کہ یہ درحقیقت انکار حدیث کی ابتداء ہے- کیونکہ ابتداء یہاں سے ہوتی ہے کہ بخاری و مسلم کے علاوہ باقی کتب حدیث کو غیر معتبر قرار دیا جائے-ان کو (لا یعبأ به) سمجھا جائے-

آپ جانتے ہیں کہ احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، آپ کی تقریرات، آپ کے خلق اور خلق کے مجموعے کا نام ہے-یہ احادیث قرآن کریم کی شرح ہیں-اور احادیث کی شرح فقہاء کے کلام میں ہے-فقہ امام ابوحنیفہؒ کی ہو، امام شافعیؒ، امام مالک اور امام احمد کی ہو-یہ دراصل حدیث کی شرح ہے-اسلئے احادیث کا منکر درحقیقت قرآن سے انکار کرتا ہے-اسی طرح فقہ کے منکر حقیقت میں حدیث کے منکر ہیں-کیونکہ احادیث کے اندر تطبیق اور تشریح جتنی بھی ہے-وہ فقہاء کے کلام سے ہوتی ہے-اور امام ترمذیؒ کا قول آپ ابواب الجنائز میں پڑھیں گے-کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا انتقال ہوا-آپ نے خواتین سے فرمایا-(اغسلنها وترا ثلاثا او خمساً) امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ انقاء میت واجب ہے-لیکن تین اور پانچ واجب نہیں-آخر میں فرمایا ہے کہ (وكذالک قال الفقهاء وهم اعلم بمعانی الحديث) اس لئے فقہ کا انکار درحقیقت حدیث کا انکار ہے-بہرصورت میں نے حدیث کی یہ عبارت آپ کے سامنے پڑھی ہے کہ امام بخاریؒ نے کتاب کی ابتداء وحی سے فرمائی اور پھر وحی کے باب کے لئے (انما الاعمال بالنيات) کی حدیث ذکر کی-یہ حدیث اس باب کے ساتھ کیوں ذکر کی-ایک نظریہ یہ ہے کہ یہاں مراد کتاب کی افتتاح ہے-اگرچہ حدیث باب کے بعد ذکر ہے-مشہور محدث عبدالرحمٰن کا قول حاکم نے (معرفة علوم الحديث) میں نقل کیا ہے-فرماتے ہیں کہ اگر میں کتاب لکھوں گا تو کتاب کی ابتداء ہی (انما الاعمال بالنيات) سے کروں گا-اور پھر اس میں موجود ہر کتاب کی ابتداء بھی اس حدیث سے کروں گا-تو یہاں باب سے مناسبت ضروری نہیں بلکہ مقصود اس سے کتاب کی افتتاح ہے-بعض کہتے ہیں کہ اس میں اخلاص کا ذکر ہے-اور اخلاص وہ وحی ہے جو تمام انبیاء کو مشترکہ طور پر کی گئی تھی-(وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين)-اس لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث (انما الاعمال بالنيات) کو ذکر کیا-

اخبار الجامعہ

محفل حسن قرأت کی بارونق تقریب

خلیفۃ اللہ

الحمد للہ جامعہ عثمانیہ پشاور ایک نوخیز تعلیمی ادارہ ہونے کے باوجود تعلیمی کارکردگی کے اعتبار سے ملک کے بڑے جامعات میں شامل ہے-جامعہ میں یوں تو درس نظامی مکمل طور پر تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کے نظام کے ساتھ چل رہا ہے-گذشتہ پانچ سالوں سے شعبہ حفظ وشعبہ درس نظامی (بنات) کا نظام بھی جاری ہے-ان تمام شعبوں کے ساتھ انتہائی اہمیت کا حامل شعبہ (شعبہ تجوید و قرأت) کا تھا جو جامعہ کے انتظامیہ کے اہداف اور دیرینہ آرزوؤں میں شامل تھا-لیکن حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہوتا رہا-الحمد للہ اس سال اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرماتے ہوئے اپنے فضل وکرم سے اس کے اجراء کے لئے اسباب مہیا فرمائے-تو اس شعبہ کے لئے مجوّد و مقری جناب قاری عبدالغفور صاحب کی تقرری ہوئی-موصوف اپنے فن میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں-

اس سال شعبہ تجوید وقرأت کے ابتدائی طلبہ کی تعداد چار ہے--جن میں سے تین ہمارے جامعہ ہی کے فضلاء ہیں- جامعہ کی انتظامیہ نے اس شعبہ میں روایت حفص سے فراغت کے بعد قراآت سبعہ میں قدم رکھنے سے قبل ماہرین فن قراء کرام سے مشاورت کو مناسب سمجھا-تاکہ بہتر اور اعلیٰ کامیابی حاصل ہو جائے-اس کے لئے لاہور سے استاذ القراء حضرت مولانا احمد میاں تھانوی صاحب نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ کامران بلاک لاہور کو مدعو کیا گیا-موصوف درخواست منظور کرتے ہوئے اپنے صاحبزادے کے ہمراہ 19 مارچ بروز جمعہ تشریف لائے-ہفتہ کے دن صبح شعبہ تجوید کے

طلباء سے امتحان لیا - اپنے تاثرات قلمبند کر کے بڑی حوصلہ افزائی فرمائی - ان کی تشریف آوری سے مزید مستفید ہونے کی خاطر مجلس مشاورت نے قرب وجوار کے مایہ ناز قراء حضرات کو مدعو کر کے محفل حسن قرات کے انعقاد کا پروگرام طے کیا - تاکہ یہ پروگرام ہمارے ابتدائی کام کے لئے باعث عروج، ارتقاء ہو - تو مورخہ 20 مارچ بروز ہفتہ عصر 4 بجے کا وقت مقرر ہوا - محفل میں مقامی جید قراء کرام قاری محمد کامران صاحب، قاری جمال الدین صاحب، قاری محمد آفتاب صاحب، قاری عبدالباسط کے علاوہ قاری فیاض الرحمٰن علوی صاحب ایم - این - اے - قاری محمد یاسین صاحب اور جامعہ کے استاذ قاری عبدالغفور صاحب نے شرکت کی -

رئیس جامعہ حضرت مفتی غلام الرحمٰن صاحب مدظلہم نے افتتاحی کلمات کے ساتھ مجلس کو خطاب کرتے ہوئے فن قرات کی اہمیت وضرورت پر زور دیا - اور جامعہ کے مستقبل میں اس شعبہ کے اہداف سے سامعین کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا - (الحمدللہ اس سال درجہ اولی کے طلباء کے لئے شعبہ تجوید کے ابتدائی نصاب کی پڑھائی کا سلسلہ جاری ہے - جو کہ رفتہ رفتہ درجہ رابعہ تک قرات حفص سے فراغت تک جاری رہے گی - اور اس کے بعد خاص طلباء کیلئے دورہ حدیث تک اضافی اسباق میں قرات سبعہ کی تدریس ہوگی - تو اس طرح جامعہ سے فارغ ہونے والا طالب علم صرف درس نظامی کا فاضل نہیں ہوگا - بلکہ قرات وتجوید کا ماہر استاذ بھی ہوگا -

مفتی صاحب نے فرمایا کہ آج ہمارے فضلاء کے لئے بڑے افسوس کا مقام ہے کہ وہ دیگر فنون میں لمبی لمبی تقریروں کے حافظ اور تدریس میں ید طولی رکھتے ہیں - خطابت کے میدان کے شہسوار ہوتے ہیں - لیکن قرآن مجید فرقان حمید کی چند آیتوں کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کے لئے عذر کا سہارا لیتے ہیں - اس لئے اس فن کی ضرورت واہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے - قراء عظام کی تلاوتوں کے بعد مہمان خصوصی قاری احمد میاں تھانوی صاحب نے اپنے مخصوص انداز سے تلاوت کر کے سامعین کو کچھ ایسا محظوظ فرمایا کہ محفل سامعین کے جوابوں الحمدللہ، اللہ اکبر کی جذباتی صداؤں سے گونج اٹھی - اور ہر سامع پر گویا وجد کی کیفیت طاری ہوگئی -

مہمان خصوصی کا خطاب:

تلاوت کے بعد مہمان گرامی قاری احمد میاں تھانوی صاحب نے سامعین اور جامعہ عثمانیہ کے طلباء سے فن تجوید وقرات کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ترغیبی انداز میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا - حقیقت یہ ہے کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ جامعہ عثمانیہ پشاور اس نظام کا آغاز کرنا چاہتا ہے - جہاں ہر عالم قاری ہو اور ہر قاری عالم ہو - تو میں نے سارے کاموں کو مؤخر کر کے یہاں پہنچنے کی کوشش کی - کیونکہ یہ وہ دیرینہ آرزو ہے - جس کے لئے میں نے ساری زندگی وقف کی ہے - اور ہر وقت ایک ہی جستجو ہے کہ اس فن میں علماء وقراء کے درمیان جو خلیج ہے اس کو ختم کیا جائے -

دارالعلوم کراچی میں الحمدللہ نظام میں تبدیلی کی گئی - قرات حفص لازمی قرار دی گئی - تمام طلباء کیلئے درس نظامی کی تکمیل قرات حفص کی تکمیل کے ساتھ مشروط کردی گئی - پہلی کامیابی یہ ہوئی دوسری کامیابی یہ ہوئی کہ قسم القراءات وہاں شروع ہوگیا - درجہ عالیہ اولی اور عالیہ ثانیہ تک قرات عشرہ پڑھائی جانے لگی - تو میرے دارالعلوم سے باہر بھی اس کوشش کا پھل لگنا شروع ہوگیا ہے - اور ہمارے دارالعلوم جامعہ اسلامیہ لاہور میں بھی اس کام کے آغاز کے بعد تا حال بہت اچھا کام ہو رہا ہے - جب مجھے مفتی غلام الرحمٰن صاحب نے جامعہ عثمانیہ میں اس ترتیب کے آغاز کے بارے میں بتایا تو میں نے کاموں کو مؤخر کر کے یہاں آنے کو ترجیح دی - نہ معلوم کل کی رات آئے نہ آئے اس نیک کام میں تاخیر نہ ہو جائے - چنانچہ مقولہ ہے (در کار خیر هیچ استخاره نیست)

آج الحمدللہ اس منزل کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں - قرات حفص کے طلباء کا آج امتحان لیا تو مجھے اندازہ لگا کہ ماحول اور زمین تیار ہے -

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

بہرحال تھوڑی توجہ کی ضرورت ہے - اس خطے کے لوگوں کی مشابہت لباس، کھانے پینے اور دیگر امور میں عربوں کے ساتھ بہت زیادہ ہے - لیکن قرآن پڑھنے میں ان جیسے نہیں - البتہ یہاں سے جن لوگوں نے قرآن پڑھا اس پر محنت کی تو وہ پوری دنیا کے لئے نمونہ اور مثال بن گئے - یہاں الحمدللہ اس

Scanned with CamScanner

کام کا آغاز ہو رہا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ سب اس ارادے کو لیکر اٹھیں کہ درس نظامی
والے انشاء اللہ قراءات عشرہ پڑھ کر فارغ ہوں گے۔ اور قراءات پڑھنے والے درس نظامی
کے۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ آپ کے سامنے قاری رشید احمد صاحب نے تلاوت کی۔ یہ
یعنی انگریزی، درس نظامی اور قراءات و تجوید کی کتابیں پڑھا رہے ہیں۔ ہمیں جامع الصفات
ضرورت ہے۔ جو بوقت ضرورت انگریزی، فارسی، عربی اور اردو میں تقریر و بیان کر سکیں۔

آج مولانا تقی صاحب کے ذہن والے موجود ہیں لیکن توجہ نہیں ہے۔ ہم صرف ایک
لیکر چلتے ہیں۔ ہمارے اسلاف اسی طرح تھے۔ حضرت مفتی محمودؒ قراءات عشرہ کے قاری تھے۔ حضرت
طاہر رحیمی صاحب فن قراءات و تجوید میں امام ہونے کے ساتھ ابوداؤد پڑھاتے تھے۔ اب یہ
ہو چکا ہے۔ قاری کو ضرب یضرب کے معنی کا پتہ نہیں اور مولانا کو الحمد پڑھنی نہیں آتی۔
یہ ذمہ داری اٹھانی پڑے گی۔ کہ اعلیٰ قاری، بہترین محدث و مفسر تیار کریں۔ ابرھہ ہر دور میں آئے
۔ آج کا ابرھہ قرآنی آیات کو تعلیمی نصاب سے نکالنے کے لئے آیا ہے۔ قرآن کو سینوں میں محفوظ
کیجئے کیونکہ سینوں سے نکالنا مشکل ہے۔ روس میں 70 سال تک قرآن کی تلاوت کرنے،
ایک ورق اپنے پاس رکھنے کے جرم سزا کے موت تھی۔ لیکن 70 سال کے بعد جب انقلاب آیا تو
کے بعد 70 ہزار حفاظ اور قراء نکلے۔ کیونکہ قرآن ان کے سینوں میں محفوظ تھا۔ والذین جاھدوا فینا
لنھدینھم سبلنا کے بمصداق اسکو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

آج اس امت کو طرہ امتیاز قرآن کی برکت سے حاصل ہے۔ لہذا اس کے معانی، تفاسیر،
مفاہیم اور ادا تلاوت کی حفاظت کیجئے۔ اور یہ ایسی خوبصورت چیز ہے جس کے سننے سے کانوں اور دل
کو سرور ملتا ہے۔ ایک عربی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر قرآن کو خوبصورت آواز میں نہیں سنایا جائے تو
کان کسی اور خوبصورت آواز کو سننے کے لئے تیار ہوں گے۔ آپ مسلمانوں کی ارواح لطیفہ کو لطیف
قرآن سنائیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ روح کی غذا موسیقی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ شیطانوں کی روح کی غذا
موسیقی ہے۔ مسلمانوں کی روح کی غذا تلاوت قرآن پاک ہے۔ کیونکہ ان کی روح لطیف ہے۔ اور
لطیف روح کے لئے لطیف چیز غذا ہوتی ہے۔ (الا بذکر اللہ تطمئن القلوب) (اذا تلیت

علیھم آیتہ زادتھم ایماناً)

تلاوت قرآن پاک سے دل مطمئن اور ایمان تازہ ہوتا ہے۔ دلوں کو جلا ملتی ہے۔ صحابہؓ کے سامنے آپؐ تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپؐ نے سورۃ رحمٰن صحابہ کے سامنے سنائی۔ صحابہ کا مجمع خاموش بیٹھا رہا۔ ابن ماجہ کی روایت میں آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا (مالی اراکم سکوتاً) کہ تم خاموش کیوں بیٹھے ہو۔ جواب کیوں نہیں دیتے۔ میں نے یہ سورۃ جنات کے سامنے تلاوت کی تو وہ (فبای الاء ربکما تکذبان) کا جواب دیتے رہے۔ آج آپ نے تلاوت کے جواب میں سبحان اللہ، الحمد للہ کہہ کر اپنے وجود کی تازگی کو برقرار رکھا۔ تلاوت سنتے وقت اہل علم کی مجلس میں آیت کے مقام کا خاص خیال کرنا بھی ضروری ہے۔ جواب کے وقت آیت کے مفہوم کا لحاظ ضروری ہے۔ مثلاً (الیس اللہ باحکم الحاکمین) کی تلاوت کے جواب میں الحمد للہ سبحان اللہ کی جگہ (بلیٰ وانا علیٰ ذالک من الشاھدین) پڑھنا چاہئے۔ جس طرح کہ احادیث سے ثابت ہے عربوں کی طرح مزاج بنانا چاہئے۔ آیت رحمت کی جگہ الحمد للہ، سبحان اللہ اور آیت غضب کی جگہ استغفار و غفرانک پڑھیں۔ اس پیغام کو لیکر چلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی و کامرانی سے نوازے۔

اس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے اختتامی کلمات سے مجلس کا اختتام فرمایا اور شرکاء مجلس کا شکریہ ادا کیا اور یوں یہ بارونق تقریب ساڑھے آٹھ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز صفدر صاحب کی جامعہ میں تشریف آوری:

مورخہ ۲۸ مارچ بروز اتوار پشاور میں اقراء روضۃ الاطفال کے حفاظ کرام کی سالانہ دستار بندی کے پروگرام میں بطور مہمان خصوصی شیخ الحدیث مولانا ابوزاہد محمد سرفراز صفدر مدظلہم مدعو تھے۔ پروگرام کے اختتام پر جامعہ کے رئیس حضرت مفتی غلام الرحمٰن صاحب کے ہمراہ جامعہ عثمانیہ تشریف لائے۔ حضرت موصوف پیرانہ سالی اور جسمانی کمزوری کی وجہ سے چلنے پھرنے سے قاصر ہیں۔ اس وجہ سے طلباء سے تفصیلی خطاب نہیں فرمایا۔ لیکن گاڑی میں مائیک قریب لاکر دورہ حدیث کے طلباء کو بخاری شریف کی پہلی حدیث کی مناسبت سے بہت جامع کلمات ارشاد فرمائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو جنہوں نے تمہیں علم دین کے حصول کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اخلاص و دیانت نصیب فرمائے۔

Scanned with CamScanner

اخلاص کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ملحوظ ہو- اور دیانت کا یہ معنی ہے کہ حقوق العباد میں کسی قسم کی کمی نہ آئے-

اللہ تعالیٰ صحاح ستہ کو پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے- اللہ تعالیٰ آپ کو عالم باعمل بنائے-

حضرت مفتی صاحب کے اجازت حدیث کے بارے میں عرض کرنے پر فرمایا کہ جن حضرات نے صحاح ستہ پڑھی ہیں ان کو اجازت ہے- اور جو پڑھ رہے ہیں ان کو ظاہر ہے کہ پڑھنے کے بعد اجازت ہوگی- اس کے بعد موصوف اپنے شرکاء سمیت واپس گجرانوالہ کے لئے عازم سفر ہوگئے-

درست فراست

جو شخص اپنے ظاہر سے سنت کی تابعداری کرتا ہے- اور باطن میں مراقبہ کا اہتمام کرتا ہے- محرمات سے اپنی نگاہ کو بچائے رکھتا ہے- نفس کو شہوات سے روکتا ہے- اور حلال کھاتا ہے- اس کی فراست کبھی غلط نہیں ہوسکتی-

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب کا نام: ٹخنے ڈھانپنے کی شرعی حیثیت-

مؤلف کا نام: مولانا محمد امین دوست-

ناشر: جامعہ تعلیم الاسلام چھوٹا لاہور ضلع صوابی-

تبصرہ نگار: حافظ احسان الرحمٰن عثمانی-

شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ کے احکام میں حکمت کا پہلو منظور نظر ہے- اور اوامر خداوندی (فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ) کا واضح مصداق ہیں- شریعت کا کوئی حکم عقل اور فلسفہ کے خلاف نہیں- یہ الگ بات ہے کہ وہ باریکی ہماری عقلوں سے بالاتر ہو لیکن ہے ضرور- جس سے انکار دانشمندی کے خلاف ہے-

﴿زیر نظر کتاب ٹخنے ڈھانپنے کی شریعت حیثیت﴾ ہمارے برادر محترم مولانا محمد امین دوست نے تحریر فرمائی ہے- بظاہر عام ذہنوں میں یہ ایک معمولی مسئلہ کی وضاحت ہے- لیکن شریعت کا دائرہ اور مزاج تو یہ ہے کہ یہاں آداب اور معمولی اشیاء کی قدر ومنزلت کی برکت سے آدمی کو مراتب عطا کیے جاتے ہیں- اور ان کی ناقدری کی وجہ سے اسفل السافلین کے زمرے میں شامل ہونے کا امکان ہوتا ہے- اس لئے اہل طاعات کے ہاں آداب کا دائرہ بھی احکامات ہی کے متماثل ہوتا ہے- موصوف کا یہ کام احساس ذمہ داری کا مظاہرہ ہے کہ اس مسئلے کی وضاحت ضروری سمجھی- کیونکہ اس میں عوام تو عوام بعض خواص بھی اس میں مبتلاء ہیں- یا تو ایک معمولی اور ہلکی چیز سمجھ کر اور یا پھر یہ بے احتیاطی کا نتیجہ ہے- لیکن مسئلہ قابل توجہ ہے- حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سلسلے میں فرامین مبارکہ جو وعید کے عنوان سے معنون ہیں- ایک ذخیرہ ہیں اور بعض وہ روایات جو منتشر طریقے سے مختلف مواقع میں منقول ہیں ان کو یکجاء کر کے مسئلے کی اہمیت واضح کی گئی ہے- ساتھ ساتھ شرعی لباس اور مسلمانوں کی ذمہ داری اور اس سلسلے میں نئی روشنی اور اہل مغرب سے متاثر طبقے کے بعض سوالات کے تسلی بخش جوابات بھی ہیں- کتاب کے آخر میں خلاصہ کے طور پر دوبارہ اپنے مضمون کا اعادہ (فذکر فان الذکری تنفع المؤمنین) کا ایک مصداق ہے- حق تعالیٰ دارین کی فلاح کا

Scanned with CamScanner

...درجات فرمائے

کتاب کا نام: **صحابہ کرامؓ اور ان کی دعائیں۔**

تالیف: مولانا حافظ لیاقت علی شاہ نقشبندی غفوری۔

ناشر: جامع مسجد و درجہ سندھی مسلم سوسائٹی کراچی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہمیت دعاء کے متعلق یوں ارشاد فرمایا۔ (**الدعاء مخ العبادۃ**) جس کا مطلب ومفہوم یہی ہے کہ دعاء عبادات کا مغز ہے۔ چونکہ عبادات سے مقصود ومطلوب کمال تعبدی کا اظہار ہے۔ اور یہ حقیقت دعاء میں زیادہ پنہاں ہے۔ کیونکہ دعا کرتے وقت ایک ہی دربار کو اپنا ملجاء اور ماوی سمجھ کر توجہ کی ایک خاص کیفیت ہوتی ہے اور برملا اپنی ذاتی حیثیت سے یہ اعلان کرتا ہے کہ اگر کوئی مشکل کشا حاجت روا اور بدون عتاب کے عطاء کرنے والی ذات کروارض پر موجود ہے تو وہ یہی احکم الحاکمین کی ذات ہے۔ تو ایک طرف بندہ کا یہ حال ہے اور دوسری طرف حق تعالی کا ارشاد ہے۔ (**اجیب دعوۃ الداع اذا دعان**) تو معلوم ہوا کہ دعاء زندگی کا ایک قابل قدر سرمایہ ہے کیونکہ اللہ تعالی کے دربار سے مانگنا موجب عزت اور ترقی کا ذریعہ ہے۔

زیر نظر کتاب ﴿صحابہ کرامؓ اور ان کی دعائیں﴾ ہمارے برادر محترم مولانا لیاقت علی شاہ صاحب نے مرتب فرمائی ہے۔ جس کی ابتداء میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں عقیدت ومحبت اور معیار حق ہونے کی وضاحت ہے اور بعد ازاں ان سے جو دعائیں منقول ہیں۔ ان کا خصوصی تذکرہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بارگاہ الٰہی میں جس کسی کی دعا ہو۔ جس زبان اور جس لغت میں ہو، قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ آداب کی رعایت ملحوظ ہو۔ لیکن دوسری طرف یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو دعائیں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے بعد صحابہ کی مقدس ترین جماعت سے منقول ہیں۔ ان کی جامعیت اور معنی خیزی میں کیا شک ہے۔ اسی طرح ان دعاؤں کے واسطے اپنے حاجات طلب کرنے میں یقینا فلاح وکامیابی زیادہ متوقع ہے۔ اس مقصد کے پیش نظر

مولانا موصوف نے ان دعاؤں کو ایک مجموعے کی شکل میں تیار کر کے خود اپنے لئے اور تمام امت کے لئے حصول ثواب وجزاء کے سلسلے کا اجراء کیا ہے۔ اللہ تعالی موصوف کی اس خدمت کو اپنے دربار عالیہ میں قبولیت سے نوازے۔

کتاب کا نام: **نماز فجر کی اہمیت اور ہماری کوتاہی۔**

مؤلف: حضرت مولانا محمد امین دوست۔

ضخامت: ۸۵ صفحات۔

ناشر: مکتبہ دیوبند محلہ جنگی عقب قصہ خوانی پشاور شہر۔

احکام شرعیہ میں سے اقامۃ صلوۃ جس اہمیت کا حامل ہے۔ اس کا اندازہ ہمیں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک فرمان سے بخوبی معلوم ہوتا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ (**الصلوۃ عماد الدین**) کہ نماز دین کا ستون ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام بلیغ جس میں امر معقول کی تشبیہ امر محسوس سے دے کر اہمیت کی یوں ذہن سازی فرمائی گئی ہے کہ جس طرح ایک عمارت اور بلڈنگ کی تعمیر میں ستون کی حیثیت اس کے تحفظ اور بقاء کا ضامن ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح نماز بھی دین کی تعمیر میں ستون کا حامل ہے۔ جسکے ہوتے ہوئے تعمیر کارآمد ہوگی ورنہ یہ تعمیر منہدم اور بیکار رہے گی۔ اسی طرح یہ مضمون ترغیب وترہیب کے عنوان سے مختلف آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ میں وارد ہے۔ جس سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ ایک دائمی اور قدیمی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشرہ کی جان اور روح ہے۔ اسی اساسیت اور اہمیت کی بناء پر علماء دین مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اس کے احکام وشرائط پر مجمل ومفصل، مختصر اور مطول کتب ورسائل مختلف زبانوں میں لکھے ہیں۔ اس سلسلہ صافیہ میں ہمارے ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد امین دوست صاحب نے زیر نظر کتاب نماز فجر کی اہمیت اور ہماری کوتاہی کے عنوان سے کتاب لکھنے پر قلم اٹھایا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر نماز کی اپنی فضیلت واہمیت خود اپنی جگہ پر درست ہے۔ لیکن بعض اعمال کی ادائیگی میں مشقت

Scanned with CamScanner

...کے پہلو کو منظور نظر رکھ کر جزاء کے اعطاء میں اضافہ کا معاملہ کیا جاتا ہے- نماز فجر بھی چونکہ غفلت بیداری کے بعد خالصتاً خشیۃ ربانی کی وجہ سے ادا کی جاتی ہے جو کہ یقیناً با دل نخواستہ ادا کی جاتی ہے اس لئے حضرت موصوف نے دلسوزی سے کام لیتے ہوئے اس بات کی وضاحت ضروری سمجھی قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک مجلہ نافعہ تیار کیا جائے جو اس عظیم فضیلت کا حامل نماز کا ترغیبی ذریعہ ہو- یقیناً یہ ایک حسین اور پرخلوص جذبہ ہے- مضمون بالا کی وضاحت کے لئے کتاب کو ابواب کی صورت پر تقسیم کر کے مطلوبہ چیز کی وضاحت فرمائی گئی ہے- ساتھ ساتھ نماز فجر کے لئے صبح سویرے جاگنے کے خاص فضائل اور اٹھنے کی بعض تدابیر کی بھی نشان دہی کی گئی ہے- اور بعض خصوصی ذکر و اذکار کی ترغیب دعوت بھی موجود ہے- خصوصاً اہل علم طبقے کو ان مبارک ساعات کو ہاتھ سے نہ جانے دینے پر ضروری تنبیہ بھی موجود ہے- کتاب اپنے متعلقہ مواد کے تحت جامع ہے- حق تعالیٰ مقبولیت عامہ سے نوازے

این دعا از من و از جانب جہاں آمین باد

مؤدبانہ گزارش

ماھنامہ العصر کے قارئین سے گزارش کی جاتی ہے کہ جن ممبر حضرات کی مدت خریداری پوری ہو چکی ہے- ازراہ کرم زر سالانہ بھیج کر ادارہ سے تعاون فرمائیں-

ادارہ

نفع بخش کاروبار کے سنہری مواقع

اگر آپ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال کو نفع بخش کاروبار میں لگانا چاہتے ہیں اور بحیثیت عقلمند مسلمان یقیناً چاہتے ہوں گے تو اپنی حلال آمدنی میں اپنی توفیق کے مطابق معقول حصہ نکال کر گلشن نبوت کی آبیاری اور مہمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کا تکفل اپنی عزت سمجھیں- اس سلسلہ میں آپ کسی دینی ادارہ کے ایک نادار طالب علم کے سالانہ اخراجات کا بوجھ اٹھائیں-- یا کسی دینی ادارہ سے وابستگی کو اپنا مقصد قرار دیں-

جامعہ عثمانیہ پشاور کی نیو کیمپس ﴿واقع چراٹ روڈ﴾ حلقہ جلوزئی نزد پبی میں دو ہزار مستقل رہائش رکھنے والے طلباء کے لئے درسگاہ، دارالاقامہ، کتاب خانہ، ڈسپنسری، کمپیوٹر لیب، غرضیکہ جدید و قدیم علوم کے لئے مکمل وسائل کی فراہمی میں بھرپور کریں-- جس کا تخمینی خرچ **بیس کروڑ** کے لگ بھگ ہے- سردست **دو کروڑ** سے زائد لاگت کا منصوبہ ﴿جامعہ مسجد عبداللہ بن مسعودؓ﴾ پر کام شروع ہے- تہہ خانہ کی تکمیل آخری مراحل میں ہے-- جس کے لئے آپ سیمنٹ، سریا، اینٹ، دوسری تعمیری اشیاء جنس یا نقد کی صورت میں دیکر دنیا کی دولت کو آخرت کی کرنسی میں تبدیل کر سکتے ہیں- جو کہ **یقیناً** آپ کو آنکھیں بند کرنے کے بعد عالم برزخ سے لیکر عالم آخرت تک قدم بقدم کام آئے گا- بلکہ دنیا ہی میں بھی اس کار خیر میں تعاون کے اجر سے مستفید ہو سکتے ہیں

شعبہ مالیات جامعہ عثمانیہ پشاور

Scanned with CamScanner

توابل الادم

بنوں معیار میں اعلیٰ

سولہ اجزاء کا مجموعہ

بنوں

سالن مصالحہ

مرچ سرخ، دھنیا، ہلدی، لہسن، میتھی، زیرہ، کالی، دا... جلوتری، الائچی کلاں، اجوائن، انار دانہ، ...پتہ، جائفل، لونگ اور ٹماٹر پاؤڈر

تیار کردہ: حاجی مقبول الرحمٰن، شاقیاز خان

گل آباد کالونی دلہ زاک روڈ پشاور - پاکستان

فیہا کتب قیمۃ

وسعت دامنی سے نجات دلا کر تنگ دامنی میں تعاون کیجئے۔

بنام

٭٭ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا دم بھرنے والے۔

٭٭ درد دین کا جذبہ رکھ کر مستقبل کے لئے فکر کرنے والے۔

٭٭ دینی طلبہ وطالبات کو عصری علوم سے روشناس کرانے کی دانشمندی اور فکرمندی کے جذبے سے سرشار

٭٭ خود یا زیر اثر حلقہ میں خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے مسلمان خواتین وحضرات!

کیا تمہیں معلوم ہے؟ کہ میرا دامن چالیس ہزار کی دینی وعلمی کتابوں کا ذخیرہ محفوظ رکھنے کی وسعت کے باوجود صرف آٹھ ہزار کتابوں کی قلیل مقدار پر اکتفا کیا ہوا ہے۔ چند تنکیوں پر قناعت اگر تجھے ہرگز گوارا نہیں تو مجھے علمی وسائل کے تکفل کے باوجود کیسے گوارا ہوگی؟

کیا تم اپنی آخرت سنوارنے، والدین یا کسی دوسرے مرحوم عزیز سے خیر خواہی کا جذبہ اپنا کر نامہ اعمال میں نہ ختم ہونے والا اکاؤنٹ کھولنے کی خواہش رکھتے ہو؟

تو آج ہی جامعہ عثمانیہ کے **کتب خانہ** کے لئے دینی کتابیں خرید کر وقف کریں یا کتب کی خریداری کے فنڈ میں معقول حصہ ڈال کر علم وعرفان کے اس حسین گلدستہ میں چند پھول سجا کر رکھیں۔ خدا کرے کہ آپ کی ایک ادنی توجہ سے میری وسعت دامنی کی شکایت دور ہو۔

مکتبہ جامعہ عثمانیہ پشاور

..402 Monthly **AL-ASR** Peshawar.

جامعہ عثمانیہ پشاور

...mia USMANIA Peshawar

منافع بخش کاروبار میں شرکت کی دعوت

یایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم (الص...

اے ایمان والو۔ میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک دردناک عذ...

کیا آپ چاہتے ہیں؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یقیناً چاہتے ہوں گے کہ آ...
آمدنی دنیا و آخرت میں آپ کی بھلائی کا ذریعہ بنے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا پ...
اپناتے ہوئے قرب و جوار میں غرباء، فقراء، یتیم بچوں کا سہارا بنیں اور دین کے کا...
مدارس عربیہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا مال دین سیکھنے والوں پر خرچ کریں۔

اس سلسلہ میں ﴿جامعہ عثمانیہ پشاور﴾ ...ولیں جس کے تعلیمی سال...
(۱۴۲۴-۲۵ھ) کا سالانہ تخمینی بجٹ **5 75,003** (پچاس لاکھ پچھتر ہز...
روپے)۔ جس میں تین لاکھ روپے کتب و تفسیر کی خریداری اور تقریباً **15,95,196**...
تعمیرات کے لئے ہیں۔ آپ کی زکوۃ و عطیات اور چرم قربانی کا بہترین مصرف
﴿جامعہ عثمانیہ پشاور﴾ کو ہمیشہ کے لئے توجہات کی فہرست میں رکھیں۔

اکاؤنٹ نمبر 716-0
یونائیٹڈ بنک سنہری مسجد روڈ
پشاور صدر

فارن کرنسی اکاؤنٹ 60035-3
حبیب بنک ارباب روڈ پشاور صدر
صوبہ سرحد پاکستان

آپ کا خیرا...
مفتی غلام...